

خاندانی منصوبہ بندی

کئی آراء میں

صلیبی جنرل؟

انتخاب و ترتیب

نویسہ خان

ناشر

البرہان پبلیکیشنز

بزم رضویہ داتا گربادامی باغ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاندانی منصوبہ بندی کی آڑ میں صلیبی جنگ؟

انتخاب و ترتیب

نوید خان

ناشر

البرہان پبلشرز، اردو بازار لاہور

بزم رضویہ، داتا گربادای باغ لاہور

عرض ناشر

عالم کفر بالخصوص صلیبیوں نے عالم اسلام پر ہشت پہلو حملہ کر رکھا ہے۔ سازشوں کے ذریعے مسلم دنیا کے بے پناہ اقتصادی و معاشی وسائل پر قبضہ جمانے کے بعد میڈیا کی حیا سوز نشریات کے ذریعے اخلاقی اقدار کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ تیار کیے جانے والے ہر نئے ہتھیار کا تجربہ بھی مسلم دنیا پر ہی ہو رہا ہے۔ بوسنیا، چیچنیا، کسودا، لبنان، فلسطین، کشمیر، اراکان، بنگلہ شامور (فلپائن) اور بے شمار دیگر علاقوں میں کھلی جنگ کے ذریعے مسلمانوں کی نسل کشی ہو رہی ہے مگر مسلمانوں کی نسل کشی اور اخلاقی اقدار کو تباہ کرنے کے یہ طریقے "فیملی پلاننگ" کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ خود صلیبیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے گزشتہ چالیس سالوں میں 40 کروڑ انسانوں کی پیدائش کو روکا اور 21 ویں صدی میں سواد وارب انسانوں کو دنیا میں آنے سے روکیں گے۔ بلاشبہ یہ فیملی پلاننگ انسانیت بالخصوص مسلم دنیا کے خلاف تاریخ کی سب سے بڑی صلیبی جنگ ہے جس میں مسلمانوں کا "بی" (بج) مارا جا رہا ہے۔ ہم اس جنگ کو "مسلم لی مار صلیبی جنگ" کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ فیملی پلاننگ والوں نے اپنے پورے وسائل اور صلاحیتیں اس میں جھونک دیں۔ مسلم دانشوروں کی بھی نہایت قلیل تعداد نے اس موضوع پر لکھنا مناسب سمجھا اور شاید اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دانشوروں کے لیے انفارمیشن اور افکار کی سپلائی لائن میڈیا ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ آج عالم اسلام میں فیملی پلاننگ کے خلاف کہیں بھی موثر اور قابل ذکر مہم کا وجود نہیں پایا جاتا جبکہ فیملی پلاننگ کی مہم اپنے عروج پر ہے۔ یہ فیملی پلاننگ والوں کی پراپیگنڈہ مہم کا نتیجہ ہے کہ آج معاشرے میں ماں کے لیے زیادہ بچے باعث فخر نہیں رہے بلکہ باعث ندامت بنا دیے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ نمبر 68

نام کتاب	خاندانی منصوبہ بندی کی آڑ میں صلیبی جنگ؟
انتخاب و ترتیب	نوید خان
سن اشاعت	جون 2007ء
تعداد	1000
ہدیہ	30 روپے برائے تبلیغ ترویج و اشاعت

ملنے کے پتے

- رائے فقیر محمد 4-B-I (14)-4 - رائے ہاؤس کانج روڈ، محمد علی چوک، ٹاؤن شپ لاہور
- حافظ صلاح الدین (صلاح الدین ایبڑ سٹریٹ) لاہور روڈ، پیس پیٹنگ شاپ نمبر B-19، 2 - شاہ عالم مارکیٹ لاہور (7662004)
- چوہدری محمد اسحاق 283 - سی بلاک، بخش راوی لاہور (7461962)
- سید الطاف حیدر شاہ اسلامک لائبریری ناؤڈوگرو سندرمتان روڈ (مانگا منڈی)
- علم دین پبلشرز ہاتھ سٹریٹ 7 لوئر مال اردو بازار لاہور (7234930)
- محمد سلیم جلالی (ناظم اعلیٰ بزم رضویہ) 14/37 داتا گنگا داس باغ لاہور (0300-4043954)
- مجاہد محمد رفیق نقشبندی مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم کڈ بال، بھمبر آزاد کشمیر

بشکریہ

ڈاکٹر آصف جلالی، مولانا ثاقب رضا

سائنس دانوں کی "انسانی بی مار" مہم

سائنسی تجربات انسانی خوراک اور پانی کو Pollute یعنی انسانی زندگی کے لیے ضرر رساں بنا رہے ہیں۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ گزشتہ پچاس برسوں میں مرد حضرات کے Sperm-Count (سperm کی تعداد) میں پچاس فیصد کمی آچکی ہے اور اندازہ ہے کہ آئندہ پچاس برسوں میں ان کی گنتی محض پچیس فیصد رہ جائے گی اور اگر یہ گنتی اسی رفتار سے کم ہوتی گئی تو اگلی صدی کے اختتام تک زریو کے مقام تک پہنچ جائے گی۔ دوسری طرف لندن کے اخباروں میں آیا ہے کہ سائنس دان بائجھ عورتوں سے حاصل کردہ ایسے مادہ پر تجربات کر رہے ہیں جو سپرم (نطفہ) کو مار کر تولیدی عمل کو روک دیتا ہے۔ اس مادہ سے DNA حاصل کر کے مکئی کے دانوں کے DNA میں داخل کیا جا رہا ہے جس سے ایسی مکئی کی فصل حاصل کی جا رہی ہے جس کے کھانے سے انسانوں میں تولیدی عمل روکا جاسکے گا۔ گویا مستقبل قریب میں محض مکئی کی روٹی کھانے سے آبادی کے موجودہ خطرناک سیلاب کو روکا جاسکتا ہے۔ اگر یہ سائنسی علوم اور تجربات ایسے ہی ترقی کرتے رہے تو اگلی صدی ختم ہونے تک انسانوں کے اپنے ہی عالم کے ہاتھوں انسان کا بسترہ گول ہو جائے گا اور یہ جو بعض فوجی ماہرین کہتے ہیں کہ اگلی جڑ عظیم ایٹم بم سے لڑی جائے گی، اس تک نوبت ہی نہیں آئے گی۔

ماٹھس کا نظریہ آبادی اور حقائق

فیلڈ مارشل ایوب خان کا دور حکومت تھا۔ دن کا پہلا پہر تھا۔ ایک عورت تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ گھردوں کے دروازے کھلتے اور بند ہوتے چلے گئے۔ دکانوں کے پٹ بھی بند ہونے لگے اور اونچی آواز میں کچھ ذو معنی اور بے معنی باتیں کانوں میں پڑنے لگیں۔ میں نے توجہ کی تو سب لوگوں کے قدم ایک ہی طرف اٹھ رہے تھے، جدھر وہ عورت گئی تھی۔ سب ہی پریشان تھے۔ کیا عورتیں، کیا مرد، میں چونک گیا، انہیں کیا ہوا؟ کیا آفت آئی؟ یہ کیوں ادھر بھاگے چلے جا رہے ہیں؟ انجانے میں میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔ دیکھا تو سب کا رخ قریبی سکول کی طرف تھا۔ واپس آنے والوں نے مضبوطی سے اپنے بچوں کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے اور جانے والے انتہائی پریشانی کا شکار تھے۔ وہ جلد از جلد سکول پہنچنا چاہتے تھے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا سکول میں چھٹی ہو گئی ہے؟ ایک شخص نے جواب دیا "آپ کو معلوم نہیں سکول میں بچوں کو فیملی پلاننگ کے ٹیکے لگائے جا رہے ہیں، ہمارے بچوں کو بانجھ کیا جا رہا ہے، خدا ایوب خان غارت کرے۔"

1960 میں سرکاری سرپرستی میں فیملی پلاننگ کی تشہیر اور سہولیات کی بنا پر لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ صرف فحاشی اور بے حیائی کی تحریک ہے، اس کی آڑ میں مردوں اور عورتوں میں آوارگی کو فروغ دیا جائے گا۔ 1964 میں جب پاکستان ٹیلی ویژن کا آغاز ہوا تو ان خدشات میں مزید اضافہ ہو گیا۔ لوگوں نے کھلم کھلا یہ کہنا شروع کر دیا کہ ایک طرف ذرائع ابلاغ فحاشی کی تبلیغ کر رہے ہیں اور دوسری طرف فیملی پلاننگ والے گولیوں، ٹیکوں اور پھلوں کے

ذریعے بدکار مردوں اور عورتوں کو بدنامی سے بچانے کے لیے تحفظ دے رہے ہیں۔ علماء، دانشوروں اور صحیح فکر کے حامل لوگوں کو بہت بعد میں پتہ چلا کہ فحاشی اور بے حیائی تو فیلی پلاننگ کا صرف ایک پہلو ہے اصل مقصد ایشیائی اور افریقی عوام بالخصوص مسلمانوں کی بے تحاشہ بڑھتی ہوئی آبادی کے آگے بند باندھنا ہے جو یورپ اور امریکہ کے لیے ایک عظیم خطرہ ہے۔ مغرب میں بار آوری کی شرح 1.7 فیصد یا اس سے کم ہے مگر مسلمان ممالک میں یا مسلمانوں میں (خواہ دنیا میں کہیں بھی ہوں) 6.5 فیصد ہے۔ مغرب کو خطرہ یہ ہے کہ اپنی تمام ٹریکنالوجی، ہتھیاروں اور دولت کے باوجود اگر تعداد لحاظ سے وہ کم ہو گئے تو ان کا یہ غلبہ زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہ سکتا اور اکیسویں صدی کے وسط میں مسلمان تعداد کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی قوم ہوں گے۔ صلیبی اور صہیونی ایک طرف مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے تمام حربے استعمال کر رہے ہیں۔

اہل مغرب کی مثال اس چالاک لومڑی کی سی ہے جس کی دم کئی حادثہ میں کٹ گئی ہو تو اس نے تحریک چلا دی کہ دم کٹنے بعد میری قوت بصارت اور قوت سماعت بڑھ گئی ہے اب مجھے کھانے کے ذہن خارج نظر آرہے ہیں جو پہلے نظر نہیں آتے تھے۔ اس کے بہکاوے میں آکر ایک لومڑی نے جب اپنی دم کٹوائی تو اسے کچھ نظر نہ آیا۔ پہلی والی لومڑی نے کہا کہ اگر تم نے یہ حقیقت ادروں کے سامنے کھول دی تو باقی جانور تمہیں بیوقوف کہیں گے اس لیے وہی کہو جو میں کہہ رہی ہوں۔ اس طرح ایک سے دواوردو سے چار لومڑیاں بیوقوف بنتی اور ان کی ہاں میں ہاں ملائی چلی گئیں۔ یہی معاملہ اہل مغرب نے کیا۔ ان کی شرح پیدائش تو فطری طور پر ہی کم تھی، دوسروں کو ترقی و خوشحالی کا جھانسا دے کر اپنے پیچھے لگا لیا۔

مشہور یہودی ماہر معاشیات ماتھس نے ایک نظریہ پیش کیا کہ خوراک کے ذخائر جمع کے اصول کے مطابق بڑھتے ہیں یعنی 1.2.3.4.5 اور آبادی کی شرح ضرب کے اصول کے مطابق بڑھتی ہے یعنی 1:2:4:8:16۔ اس نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ خوراک کے وسائل بڑھانے کے بجائے آبادی کو کم کر دیا جائے یعنی اگر جسم پر کپڑا پورا نہیں آتا تو کپڑا بڑا لینے کی بجائے انسانی جسم کو تراش خراش کر کے اس کپڑے کے سائز کے مطابق بنا دیا جائے۔ اس کے برعکس ایک یورپی محقق کولن کلارک نے پوری تحقیق کے بعد لکھا کہ وسائل ضرورت سے بہت زیادہ ہیں اور بیکار پڑے ہیں، اگر دنیا کی موجودہ آبادی میں دس گنا بھی اضافہ ہو جائے تو "معلوم وسائل" سے ہی اعلیٰ ترین معیار زندگی برقرار رکھا جا سکتا ہے اور نامعلوم وسائل کا تو شمار ہی نہیں۔ ڈاکٹر آرٹھڈائسن بی نے فطرت کے ایک پہلو کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے کہا کہ "دنیا کی 23 میں سے 21 تہذیبیں جب عروج پر پہنچتی ہیں تو ان کی آبادی کی اضافی رفتار میں کمی ہو جاتی ہے۔ اس لیے انسانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے رزق کی فکر سے ہم کیوں دلچسپ ہو رہے ہیں یہ تو اس کا کام ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ وہ کہتا ہے کہ میں خالق کائنات ہی نہیں رازق اور رب بھی ہوں۔ اور اسی نے یہ فرمایا کہ

وَمَا وَنَّ دَابَّةً فِی الْأَرْضِ إِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود 6)

"اور دنیا میں کوئی ذی روح مخلوق ایسی نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔"

جب کیڑوں مکڑوں، حشرات الارض، چرندوں، پرندوں، درندوں اور سمندری رہنے والی مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے، کبھی یہ جاندار بھوک سے نہیں مرے۔ کبھی ان کی فیلی پلاننگ نہیں ہوئی، یہ آزاد جانور صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹوں واپس اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو اشرف المخلوقات کہلانے والے انسان کو اللہ کے وعدے پر یقین کیوں نہیں ہے۔

جب سے لوگوں نے آبادی کم کرنے کے مصنوعی طریقے اختیار کیے ہیں ان کو کوئی مثبت فائدہ سامنے نہیں آیا بلکہ معاشی، معاشرتی، جسمانی اور اخلاقی ہر لحاظ سے نقصانات بڑھے ہیں۔ معاشی لحاظ سے نقصان یہ ہوا ہے کہ ایوب خان کے دور سے لے کر اب تک 39 سالوں میں اربوں ڈالر فیملی پلاننگ کی مد میں خرچ کیے گئے۔ اگر یہی رقم صنعتی اور زرعی ترقی پر خرچ ہوتی تو ملک کہیں کا کہیں پہنچ چکا ہوتا۔ سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے یہودی آبادی کی قاہرہ کانفرنس میں اعتراف کیا تھا کہ اس محکمہ (خاندانی منصوبہ بندی) پر اربوں روپیہ خرچ ہوا مگر نتائج ڈھاک کے تین پات ہی ہیں۔ معاشرتی اور اخلاقی لحاظ سے یہ نقصان ہوا کہ معاشرہ میں بے راہ روی، فحاشی، عریانی، بے حیائی، زنا، شراب اور اخلاقی پستی میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ جن خواتین نے فیملی پلاننگ کی ادویات اور آلات کا استعمال کیا وہ بے شمار مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو گئیں جبکہ دیگر خواتین ان بیماریوں سے محفوظ رہیں۔ آبادی کی کمی کا جو ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے عملاً ایسا نہیں ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔

پوری دنیا میں بیک وقت 2 یا 2 سے زیادہ بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہوا ہے۔ حال ہی میں ایک بین الاقوامی سلسلہ ہوا جس میں 7 ہزار جزواں بچے شریک ہوئے۔

قیام پاکستان کے وقت 1947ء میں موجودہ پاکستان (مغربی پاکستان) کی آبادی 3 کروڑ 25 لاکھ تھی۔ 1997ء میں وہ 6 کروڑ 50 لاکھ ہونا چاہیے تھی لیکن اربوں روپے کے خرچ کے بعد مردم شماری کے مطابق وہ 13 کروڑ سے زائد تھی۔ پاکستان کے برعکس جاپان ایک چھوٹا ملک ہے اس کا رقبہ پاکستان کے تہائی کے لگ بھگ ہے اور اس کا قابل استعمال حصہ صرف 17 فیصد ہے باقی آتش فشاں پہاڑوں کی وجہ سے ناقابل استعمال ہے لیکن اس نے اپنے وسائل بڑھانے کی طرف توجہ دی۔ نتیجہ اس محنت کے مل بوتے پر اس کی مصنوعات نے امریکہ اور برطانیہ کی منڈیوں پر اپنا تسلط جمالیا۔

بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت تک جو بچے پیدا ہونے ہیں وہ تو ہو کر رہیں گے" ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس روح نے دنیا میں آنا ہے وہ آکر رہے گی۔"

صلیبی دنیا بڑھتی ہوئی مسلمان آبادی سے پریشان کیوں ہے؟

مغربی فکر میں اس بات پر اتفاق ہے کہ "طاقت" کا فیصلہ رقبہ نہیں آبادی کے ہاتھ میں ہے اور بد قسمتی سے امریکہ اور یورپ کی گوری صلیبی آبادی میں شرح بارآوری تیزی سے گر رہی ہے جس کا اثر شرح پیدائش پر بھی پڑ رہا ہے۔ گورے صلیبیوں میں (امریکہ و یورپ) شرح بارآوری اوسطاً 1.7 ہے جبکہ مسلم دنیا میں اوسطاً 6.5 ہے۔

نیوزویک نے ستمبر 1995 نے بانجھ پن پر ایک خصوصی نمبر شائع کیا تھا اور اس میں بتایا تھا کہ امریکہ میں 53 لاکھ جوڑے بانجھ ہیں اور بانجھ پن میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ 1965ء میں بانجھ پن کا تناسب 14.4 فیصد تھا جو 1995ء میں 18.5 فیصد ہو گیا۔ یہ اعداد و شمار "National Center for health statistics" کے فراہم کردہ ہیں۔ امریکی ماہرین بتاتے ہیں کہ بانجھ پن کی بیماری میں جو تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اس کی وجوہات میں تاخیر سے شادی کرنا، جنسی عادات میں تبدیلی (غیر فطری طریقے) وغیرہ شامل ہیں۔

تیزی سے گرتی شرح پیدائش پر قابو پانے کے لیے صلیبی دنیا نے بڑے اقدامات کیے مثلاً حرام کی اولاد کو قانونی تحفظ دے کر حرامی بچے پیدا کرنے والی ماؤں کو سہولتیں دی گئیں، بغیر شادی و نکاح کے ازدواجی تعلقات کو تسلیم کیا گیا، غیر ملکیوں کے ساتھ شادی کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ 1984ء میں یورپی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد پاس کی جس میں تمام ممبر ممالک سے کہا گیا کہ وہ ایسے اقدامات کریں جس سے شرح پیدائش میں اضافہ ہو سکے۔

قرارداد میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ 1950ء یورپی گورے پوری دنیا میں 8.8 فیصد تھے، شرح پیدائش میں کمی کے باعث 2005 میں صرف 2 فیصد رہ جائیں گے، اس سے عالمی سطح پر یورپ کا اثر درسوخ کم ہو جائے گا۔

گوروں میں گرتی ہوئی شرح پیدائش کو دیکھتے ہوئے 1990ء میں امریکن انٹر پرائز انسٹی ٹیوٹ کے شائع کردہ ایک مضمون میں معروف ڈیموگرافر چین کلاڈ نے لکھا تھا کہ "آبادی کے تناسب کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ چھوٹی قومیں ابھریں گی اور بڑی طاقتیں کم آبادی کے باعث ختم ہو جائیں گی۔"

صلیبی گورے جب مسلمانوں میں ادنیٰ شرح پیدائش کو دیکھتے ہیں اور حساب کتاب کرتے ہیں تو پریشان ہو جاتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ یمن کی عام عورت 7 بچے پیدا کرتی ہے۔ اگر آئندہ تین نسلوں تک یہی شرح پیدائش رہی تو ایک یمنی عورت کے 49 نواسے / پوتے، 343 پڑنواسے / پڑپوتے، 2401 نرنواسے / نرنپوتے ہوں گے جبکہ یورپ کی عام فیملی صرف ایک بچہ رکھتی ہے یعنی جرمنی، سپین، اٹلی وغیرہ کی عورت ایک بچہ رکھتی ہے اس کا ایک نواسہ / پوتا، ایک یاد پڑنواسے / پڑپوتے، دو یا تین نرنواسے / نرنپوتے ہوں گے یعنی 2401 کے مقابلے میں صرف دو یا تین۔ (اگرچہ عملی دنیا میں ایسی کم ہی ہوتا ہے حساب کتاب نے صلیبوں کو چکر ادیا ہے۔)

اب بڑھتی ہوئی آبادی میں "درک فورس" (یعنی 15 سے 55 سال کی عمر کے لوگ) کا حساب کتاب بھی دیکھیں۔ اس درک فورس میں اشیاء کے پروڈیوسر بھی ہوتے ہیں اور صارف بھی، اساتذہ بھی، رہنما بھی، طلباء بھی، فوجی بھی اور ماہرین بھی۔ جرمنی کی 8 کروڑ آبادی میں 16 فیصد یعنی ایک کروڑ 28 لاکھ 15 سال سے کم عمر کے افراد ہیں جبکہ 65 سال سے زائد عمر کے افراد بھی اتنے ہی ہیں۔

ان اعداد و شمار کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ درک فورس 15 تا 55 سال کی عمر کے افراد تقریباً 5 کروڑ بنتے ہیں۔

نابحیر یا کی آبادی 8 کروڑ 85 لاکھ ہے وہاں 15 سال سے کم عمر افراد 46 فیصد ہیں یعنی تقریباً 41 ملین جبکہ 65 سال سے اوپر صرف 3 فیصد یعنی بمشکل 26 لاکھ۔ یعنی آبادی زیادہ ہونے کے باوجود نابحیر یا کی درک فورس جرمنی سے کم ہے صرف 43 ملین مگر دونوں ممالک میں شرح پیدائش میں فرق ہے۔ جرمنی میں شرح پیدائش 1.3 جبکہ نابحیر یا میں اوسطاً 6.5 ہے نابحیر یا کے دو جوڑے 6.5 کی اوسط سے اگلی نسل میں 325 فیصد کے حساب سے اضافہ کریں گے جبکہ جرمنی کے دو جوڑے 6.5 کی اوسط سے 65 فیصد۔ اگر دونوں ممالک میں شرح پیدائش تبدیل نہیں ہوتی تو نابحیر یا کی درک فورس جو اس وقت 43 ملین ہے (عورت + مرد) یعنی 21.5 ملین جوڑے تو وہ نابحیر یا میں 140 ملین کا اضافہ کریں گے۔ جبکہ جرمنی کے 25 ملین جوڑے صرف 32 ملین کا اضافہ کریں گے۔ بالفاظ دیگر جرمنی کی موجودہ درک فورس 50 ملین سے کم ہو کر 32 ملین اور نابحیر یا کی 43 ملین سے بڑھ کر 140 ملین ہو جائے گی۔ اب اگر یہ اعداد و شمار تیسری نسل میں جائیں تو نابحیر یا کی درک فورس 455 ملین جبکہ جرمنی کی 20 ملین رہ جائے گی، اس تیسری نسل میں 1:22 کا تناسب ہو جائے گا۔

نابحیر یا میں درک فورس آبادی کے علاوہ آبادی میں 90 فیصد بچے جبکہ جرمنی میں 50 فیصد سے زیادہ بوڑھے ہیں نابحیر یا کے بچے جلد درک فورس میں شامل ہو کر معاشی طور پر پروڈکٹو پاپولیشن کا حصہ بن جائیں گے جبکہ جرمنی کے بوڑھے حکومت پر بوجھ اور ان بوڑھوں پر تعلیم و صحت کے بجٹ سے بھی زیادہ خرچ آئے گا۔ ان اعداد و شمار کو دیکھ دیکھ کر گوروں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں اور وہ خوف زدہ ہیں کہ آئندہ چند ہائیوں میں صورت حال بدل جائے گی۔

1988ء میں امریکی ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کی ایک مطالعاتی رپورٹ میں آبادی کے اضافہ میں تناسب کے فرق پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ دنیا کی آبادی میں آنے والی تبدیلیوں سے فوجی طاقت کا عالمی توازن اگلی دو دہائیوں میں بدل سکتا ہے۔ رپورٹ میں امریکہ کے پالیسی میکروڈ سے کہا گیا کہ وہ اس طرف بھرپور توجہ دیں اور آبادی کے کنٹرول کو اتنی ہی اہمیت دی جائے جتنی نئے تباہ کن ہتھیاروں کی تیاری پر دی جا رہی ہے۔

امریکہ پریشان ہے کہ 2025ء میں امریکہ کی آبادی تائیوان کے مقابلہ میں کم ہوگی، ایران جاپان کے برابر آجائے گا اور ایتھوپیا کی آبادی فرانس سے دو گنا ہو جائے گی۔ چونکہ اسلام سرمایہ دارانہ نظام کے مد مقابل کھڑا ہے اور قوموں کو متحد کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے اس لیے مغرب کو زیادہ پریشانی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے ہے۔

ابرشاؤٹ کے نزدیک آبادی میں اضافہ کا فرق کم کرنے کے صرف دو طریقے ہیں۔ مغرب والے اپنی آبادی بڑھائیں یا پھر دوسری دنیا کی آبادی کم کریں۔ مغرب والوں کے لیے آبادی بڑھانا ممکن نہیں کیونکہ شرح بارآوری ہی بہت کم ہے۔ شرح بارآوری بڑھانے کی حکومتی اور انفرادی کوششیں ناکامی سے دوچار ہو چکی ہیں۔

مزید یہ کوششیں بہت مہنگا ہیں۔ کلوننگ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ پھر مغرب والوں نے ایسا معاشرہ تشکیل دے لیا ہے کہ عورتیں بچے پالنا اپنے لیے ایک مصیبت سمجھتی ہیں۔ اس لیے ہر طرف سے مایوس ہو کر صلیبی گوروں نے دوسروں پر دباؤ بڑھا دیا کہ وہ اپنی آبادی کم کریں اور اسکے لیے ہر حربہ استعمال کیا جا رہا ہے۔

گورے اس حقیقت سے بھی آگاہ ہیں کہ اقلیت جتنی مرضی ذہین اور گولہ و بارود کی مالک ہو وہ زیادہ دیر اکثریت کو اپنے تسلط میں نہیں رکھ سکتی۔ اکثریت کو کنٹرول کرنے کے لیے بھی ایک تناسب چاہیے، یہ تناسب جو خبی بگڑے گا اکثریت اقلیت کو مار بھگائے گی۔

جوں جوں زیر تسلط آبادی میں اضافہ ہوتا جائے گا اسے قابو میں رکھنے کے لیے اخراجات اور مشکلات بڑھتی جائیں گی۔ اس کی ایک اہم مثال جنوبی افریقہ ہے۔ 1951ء میں سیاہ فام افریقیوں کی تعداد تین گنا سے کچھ زیادہ تھی مگر ایک نسل بعد سیاہ فام سات گنا ہو گئے اور سفید فاموں کے لیے اقتدار بچانا مشکل ہو گیا۔ اس صورت کو دیکھتے ہوئے سفید فاموں نے اقتدار سیاہ فاموں کو منتقل کر دیا اور اپنے تجارتی و سیاسی حقوق بچا لیے۔ اندازہ ہے کہ اکیسویں صدی کو شروع میں سیاہ فام سفید فاموں سے گیارہ گنا بڑھ جائیں گے۔

اسرائیل میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ یہودیوں کی نسبت عرب بڑے خاندان رکھتے ہیں، یہودیوں میں شرح پیدائش کم ہے جبکہ فلسطینیوں میں زیادہ۔ لاکھوں یہودیوں کو بیرونی ممالک سے درآمد کرنے کے باوجود صہیونی خوف زدہ ہیں کہ چند دہائیوں بعد ہی وہ اقلیت میں بدل جائیں گے۔

لبنان میں 1932ء میں 6 عیسائیوں کے مقابلہ میں 5 مسلمان تھے مگر مسلمانوں میں شرح پیدائش 6 اور عیسائیوں میں 4 تھی۔ 1975ء میں مسلمان اکثریت میں ہو گئے۔ موجودہ اسرائیل حملہ لبنان اور شام کی نسل کشی کی سازش ہے۔ عراق میں روزانہ 80 سے 100 افراد ہلاک ہو رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم امہ بھی فیملی پلاننگ کے اپنے ادارے قائم کرے اور اس بات کا جائزہ لے کہ شرح پیدائش کم کرنے سے اسے کون کون سے نقصان پہنچ سکتے ہیں اور آبادی بڑھانے سے کون کون سے فائدے۔ جتنے وسائل شرح پیدائش کم کرنے پر خرچ کیے جا رہے ہیں اتنے وسائل نئے وسائل تلاش کرنے پر خرچ کیے جائیں تو ترقی و خوشحالی مسلم امہ کا مقدر بن جائے مگر انہوں سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلم امہ صلیبی گوروں کے خلاف کھلی جنگ میں بڑی حد تک ہتھیار ڈال چکی ہے۔

اور فیملی پلاننگ کے نام سے خفیہ صلیبی جنگ میں تو مکمل ہی سرنڈر کر گئی ہے جبکہ صلیبی گورے چین، جاپان، افغانستان، کوسوا، بوسنیا، عراق ہر جگہ کھلی صلیبی جنگ بھی لڑ رہے ہیں اور پوری مسلم دنیا میں خفیہ جنگ بھی۔

ایک تجزیہ نگار لکھتا ہے کہ 1980ء میں صورت حال مختلف تھی۔ ترقی پذیر ممالک نئے عالمی اقتصادی نظام کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مسلم ممالک میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم OIC سیاسی اتحاد کے لیے پرامید تھی۔ OPEC بھی اقتصادی پاور کے طور پر ابھر رہی تھی۔ اسلامک سائنٹیفک، اکٹانک اینڈ کچلر آرگنائزیشن (ISECO) بھی سرگرم عمل تھی۔ دانشگاہیں پوسٹ کو خوف تھا کہ تیل سعودی عرب کو 800 بلین ڈالر تک لے جائے گا جبکہ نیویارک ٹائمز صہیونیت نواز کالم نگار سوچ رہا تھا کہ عرب دولت امریکہ میں "نئی آنکھوں والے عرب" پیدا کرے گی۔ اب مذکورہ بالا میں سے کسی کا ذکر نہیں ہوتا۔ 20 سال قبل سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ سعودی عرب اور کویت جیسے ممالک مالی مسائل کا شکار ہوں گے۔ اب مسلمانوں کو فکر ہے کہ عرب دنیا میں "کالی آنکھوں والے گورے" پیدا ہوں گے۔ آئی ایم ایف کا اقتصادیات پر ہی نہیں مسلم دنیا میں میاں بیوی کے بیڑ پر بھی کنٹرول ہو چکا ہے۔

فیملی پلاننگ مسلمانوں کے خلاف تباہ کن صلیبی جنگ

"وحشت و درندگی" جیسے الفاظ صلیبیوں کی ظالمانہ اور تشدد پسندانہ نفسیات کی عکاسی نہیں کرتے۔ صلیبیوں کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جنگی درندوں میں بھی صلیبیوں جیسا خونخوار کوئی درندہ نہیں پایا جاتا۔ پھانسیاں دینے، انسانوں کو زندہ جلانے، ہلواردوں، ہندوؤں اور بھوں کے بے تحاشہ استعمال کے بعد بھی جب انہوں نے دیکھا کہ غیر صلیبی آبادی بالخصوص مسلم آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جبکہ گورے صلیبیوں میں شرح پیدائش میں تیزی سے کمی آرہی ہے تو صلیبی ذہن نے انسانی نسل کشی کا نیا طریقہ سوچا اور اس کا نام "

فیملی پلاننگ "رکھا۔"

امریکی بد بردار جیمز فرنگلن نے 1751ء میں کہا تھا کہ خالص سفید فام لوگوں کا پوری دنیا کی آبادی میں تناسب بہت کم ہے۔ اس نے ریڈ اینڈیلنز اور سیاہ فام افریقی غلاموں کے بارے میں نفرت انگیز نسل کشی کی ترغیب دی کیونکہ اس کے خیال میں سیاہ فاموں کی موجودگی میں سفید فاموں کی آبادی نہیں بڑھ سکتی تھی۔

برطانوی فلاسفر برٹریڈ رسل نے اپنی کتاب "میرج اینڈ مارلز" میں لکھا تھا کہ مغربی یورپ میں شرح پیدائش تیزی سے گر رہی ہے اور دنیا کی سفید فام آبادی جلد نیست و نابود ہو جائے گی۔ اس کے خیال میں ایشیائی لوگ زیادہ دیر رہیں گے اور افریقی لڑکے بھی زیادہ۔ اس نے مغرب والوں کو نہ صرف شرح پیدائش بڑھانے کی ترغیب دی بلکہ غیر سفید فاموں کی آبادی میں اضافہ کو روکنے کے لیے اقدام اٹھانے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ برٹریڈ رسل اس بارے میں بھی پریشان تھا کہ اگر آبادی کا توازن برقرار نہ رہا تو فوجی توازن بھی برقرار رکھنا مشکل ہو جائے گا۔

امریکی صدر تھیوڈور روزویلٹ (1901-1909) بھی ایسے ہی خیالات رکھتا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ایشیائی، مشرقی یورپ، لاطینی امریکہ اور افریقیوں کے خلاف امریکیوں کو اپنے کزن برطانیہ کے ساتھ مل جانا چاہیے۔

اس کا کہنا تھا کہ "سوال غیر یورپیوں کا ہے جو وحشی ہیں اور جو مہذب "سفید فاموں" کی نسبت بہت زیادہ رفتار سے بڑھ رہے ہیں اور اس سے آبادی کی "کوالٹی" کم ہو رہی ہے۔"

نارتھ کیرولینا سنٹر برائے تحقیق آبادی اور تحفظ کے ڈاکٹر سٹیفن ڈی مفرڈ نے 1977ء میں اپنی کتاب "پاپولیشن گروتھ کنٹرول" میں لکھا کہ دنیا کی آبادی کی تحدید کے لیے غیر معمولی

اقدامات کی ضرورت ہے، اب وسیع پیمانے پر لازماً مداخلت کرنا ہوگی کیونکہ ہماری بقا خطرے میں ہے۔

گورے صلیبی مفکرین کی اس سوچ کے بعد سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر کئی اوارے وجود میں آ گئے جن کا کام ہی یہ سوچنا اور منصوبہ بندی کرنا تھا کہ غیر سفید کی آبادی کو کیسے کم کیا جاسکتا ہے۔ ان اداروں نے جو تجزیاتی رپورٹیں مرتب کیں ان میں یہ بتایا گیا کہ طاقت کے توازن میں "آبادی" کا کردار سب سے اہم ہے۔ "دولت اور طاقت" آبادی کے تجاوزات ہیں۔ آبادی ہی چیزیں بناتی اور استعمال کرتی ہے۔ فوج بھی آبادی سے تشکیل پاتی ہے۔ "دولت و طاقت" میں ریڑھ کی ہڈی "ورک فورس" کا تعلق بھی آبادی سے ہے۔ مغربی مفکرین اور جنگجوؤں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ گولہ بارود کا استعمال بھی آبادی کو روک نہیں سکتا اور یہ بہت مہنگا طریقہ ہے۔ مزید برآں "نسل کشی" کا الزام الگ سے آتا ہے۔ رد عمل میں جنگ چھڑتی ہے اور گورے بھی مرتے ہیں۔ ایٹمی ہتھیاروں کی بھی ایک حد استعداد ہے، اسرائیل ایٹمی ہتھیار رکھتا ہے مگر وہ اپنے آپ کو پتھروں اور غلیلوں سے مسلح فلسطینی نوجوانوں کے محاصرے میں محسوس کرتا ہے۔ مغربی کنارے یا غزہ کی پٹی میں ایٹم بم بھی نہیں چلایا جاسکتا۔ اگر ایک مجاہد اپنی پشت پر دھاک خیز مواد لے جا رہا ہے تو اس پر جیٹ طیارے بھی استعمال نہیں کیے جاسکتے، مزید اگر ایٹم بم گرا کر جنگ جیت بھی لی جائے تو اس علاقے کو کنٹرول کرنے کے لیے افراد کہاں سے آئیں گے۔

غیر سفید قوم تو مسوں کی آبادی کم کرنے کے لیے انہوں نے "فیملی پلاننگ" کا طریقہ ڈھونڈا اور ساتھ ہی پراپیگنڈہ مشینری وجود میں آگئی تاکہ اسے جلد از جلد پوری دنیا میں نافذ کیا جاسکے۔ سب سے پہلے اس پروگرام کو امریکی سی آئی اے کے حوالے کیا گیا جس نے شروع میں جاپان کو اپنا ٹارگٹ بنایا۔

جنگ عظیم دوم کے بعد جاپان پر امریکہ کا قبضہ تھا اور اس کے فیملی پلاننگ کا تجربہ آسان تھا۔ ویسے امریکہ نے ایٹم بم کا تجربہ بھی جاپان پر ہی کیا اور دیکھ لیا کہ اس تباہ کن ہتھیار سے شکست تو دی جاسکتی ہے مگر زیادہ آبادی کو نہیں مارا جاسکتا اور "ظلم" کا الزام الگ ہوتا ہے۔ فیملی پلاننگ سے مرنے والوں کی لاشیں تو خوردبین سے بھی نظر نہیں آئیں گی۔

اس طرح "شرح پیدائش میں کمی" کے نام سے بنایا گیا منصوبہ جاپان پر بزدل قوت نافذ کر دیا گیا۔

اسقاط حمل اور بانجھ بنانے کا عمل شروع ہو گیا۔ اگرچہ امریکہ نے جاپان میں سیاسی تبدیلیوں میں اپنے کردار کو تسلیم نہیں کیا مگر یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ جاپانی پمپلینٹ نے ہمیشہ بڑے سٹپ کا کام کیا اور امریکی ہدایت پر ہر قانون سازی کی۔ گلوبل پاپولیشن پروگرام کی دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ جاپان میں اتحادی فوج کے سپریم کمانڈر ڈگلس میک آر تھر نے آبادی کنٹرول کرنے والے دو امریکی ماہرین کو جاپان بلوایا تھا۔ یہ تھے ویرن تھامسن اور پی کے ویلیٹن۔ امریکی آرمی کے انڈر سیکرٹری جنرل ولیم ڈرپیر نے آبادی کے مسئلہ پر ہدایات دینے کے لیے جاپان کا خصوصی دورہ بھی کیا تھا۔ بزدل بندوق کرائی گئی فیملی پلاننگ کا نتیجہ یہ ہے کہ آج جاپانی قوم پریشان ہے کہ اگر گرتی ہوئی شرح پیدائش میں اضافہ نہ ہو سکا تو پانچ سو سال بعد دنیا میں صرف 15 جاپانی رہ جائیں گے۔ روز نامہ اوصاف میں شائع ہونے والی 24 مئی 1999ء کی خبر کے مطابق حکومت نے شادی شدہ جوڑوں کو زیادہ بچے پیدا کرنے کی ترغیب دینے کے لیے ایک اعلیٰ سطح کی کونسل بھی قائم کر دی ہے۔

فیملی پلاننگ کے بارے میں جب صلیبی پراپیگنڈہ شروع ہوا تو غیر صلیبی اتوام کی طرف سے شدید منفی رد عمل سامنے آیا مسلمانوں نے اسے غیر اسلامی قرار دیا اور مسلم مفکرین نے اس پر باقاعدہ کتب لکھی۔ چینی رہنما ماؤ زے تنگ نے 1949ء میں کہا یہ اچھی بات ہے کہ چین

ایک بڑی آبادی رکھنے والا ملک ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ مغرب آبادی کم کرنے کے لیے دباؤ ڈال رہا ہے اور یہ بھی کہا کہ "دنیا کی قیمتی ایشیا میں سب سے قیمتی عوام ہیں"۔ ماز کے جذبات اخبارات میں گونج اٹھے اور اخبارات نے فیملی پلاننگ کو بغیر خون نکالے عوام کا قتل قرار دیا۔ بعض مغربی دانشوروں نے بھی کہا کہ سفید فام یورپین دوسروں کو بانجھ بنانے والے کون ہوتے ہیں؟

غیر سفید فاموں بالخصوص مسلمانوں میں شرح پیدائش کم کرنے والوں نے کسی مخالفت کی پرواہ نہ کی اور اپنا کام جاری رکھا، امریکہ اس پروگرام کا سالار بنا۔ جاپان میں CIA یہ کام انجام دے رہی تھی۔ 1951ء میں مشرق بعید میں "کمپنی فار فری ایشیا" کے نام سے ایک تنظیم بنائی گئی اس کمپنی کا ظاہری مقصد ایشیا میں کمیونزم کا مقابلہ کرنا بتایا گیا۔ 1954ء میں CIA سے مدد لینے کے لیے اس نے اپنا نام بدل کر "ایشیا فاؤنڈیشن" رکھ لیا۔ اس کا دائرہ کار ایک درجن سے زیادہ ایشیائی ممالک تک پھیلا دیا گیا۔ 1967ء میں یہ راز سامنے آیا کہ ایشیا فاؤنڈیشن فیملی پلاننگ کے لیے CIA سے امداد لے رہی ہے اس طرح یہ حقیقت کھلی کہ یہ تنظیم ایک فیملی پلاننگ آرگنائزیشن تھی۔ یہ کوئی واحد آرگنائزیشن نہ تھی جب فیملی پلاننگ کے لیے CIA سے مدد لے رہی تھی بلکہ کئی اور تنظیمیں بھی تھیں۔ 1995ء میں لاطینی امریکہ میں فیملی پلاننگ کے بارے میں شائع ہونے والی کتاب میں "پاتھ فاسٹرز انٹرنیشنل" کا بھی ذکر ہے جو CIA سے امداد لے رہی تھی۔ پاپولیشن پروگرام میں ملوث ایک اور ادارہ "انٹرنیشنل امریکن انسٹی ٹیوٹ" بھی CIA سے مدد لیتا تھا۔ یہ 1954ء میں تشکیل دیا گیا تھا۔ فیملی پلاننگ ہی کے لیے 1952ء میں "پاپولیشن کونسل" بنائی گئی۔ پاپولیشن کنٹرول کے امریکی ماہرین تھاہرسن اور ڈیپلٹن نے تاسیسی اجلاس میں شرکت کی

دستاویزی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیبی مشنری ادارے CIA کی ایشیا فاؤنڈیشن کو امداد دینے سے بھی پہلے سے پاپولیشن کنٹرول کے لیے کام کر رہے تھے۔ 1958ء میں امریکی صدر آئزن ہاور نے سرعام یہ اعلان کیا کہ امریکہ ترقی پذیر ممالک میں برتھ کنٹرول کے سلسلہ میں مالی تعاون کرے گا۔ "تعاون" تو سفارتی اصطلاح تھی، اصل اعلان تو یہ تھا کہ امریکہ ترقی پذیر ممالک میں برتھ کنٹرول کا نظام نافذ کرائے گا۔

1940 اور 1950ء کی دہائیوں میں امریکی خفیہ اداروں نے یہ کام پوشیدہ طور پر بڑی احتیاط سے کیا مگر 1960ء کی دہائی کے نصف کے بعد اسے چھپانا مشکل ہو گیا تو پھر اسے "ملکی ترقی و خوشحالی میں تعاون" کا نام دیا گیا مگر USAID کے تحت پہلے سے جاری طریقوں سے بھی فیملی پلاننگ کا کام جاری رکھا گیا تھا۔

1976ء میں USAID نے ایک کمیشن تشکیل دیا جس نے ایشیا فاؤنڈیشن کا جائزہ لیا۔ جائزے میں اعتراف کیا گیا کہ ایشیا فاؤنڈیشن جب سے CIA سے مدد لے رہی ہے فیملی پلاننگ اس کے پروگرام کا اہم حصہ رہا ہے۔ ڈاکٹر الان میجر نے اپنے ایک انٹرویو میں امریکی حکومت کو تجویز دی "اگر آپ آبادی کو کم کرنے جارہے ہیں تو یہ انتہائی اہم بات ہے۔ مگر اسے امریکیوں کے ذریعے نہ کیا جائے بلکہ اقوام متحدہ کے ذریعے کیا جائے کیونکہ اس صورت میں اسے "نسل کشی" نہیں کہا جائے گا۔ امریکہ سیاہ فام یا زرد فام نسل والوں کی طرف جاتا ہے اور کہتا ہے کہ شرح پیدائش کم کر دو تو فوراً الزام لگے گا کہ امریکہ در پردہ دنیا پر اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے یہ کر رہا ہے۔ لیکن اگر آپ اقوام متحدہ کی رنگ دار فورس بھیجیں گے تو رد عمل حوصلہ افزا ہوگا"۔ اس طرح یہ مسئلہ اقوام متحدہ کے پروگرام میں شامل کیا گیا۔ امریکہ پہلے CIA کے ذریعے فیملی پلاننگ کے لیے مختلف تنظیموں کو امداد دے رہا تھا، 1965ء کے بعد کانگریس نے بیرون امریکہ یعنی افریقہ و ایشیا کے ممالک میں برتھ کنٹرول

کے لیے باقاعدہ بجٹ میں رقم رکھنا شروع کر دی۔ شروع کے سالوں میں USAID کا برائے پاپولیشن بجٹ چند ملین ڈالر تک محدود تھا مگر 1980 کی دہائی کے آخر میں یہ بجٹ 5 بلین ڈالر تک پہنچ گیا۔ مغربی ممالک، ورلڈ بینک، پرائیویٹ فاؤنڈیشنز وغیرہ جو قوم پاپولیشن کنٹرول میں لگاری ہیں وہ بھی بلین ڈالر میں ہیں۔

فیمیلی پلاننگ کے کام کی موثر منصوبہ بندی کے لیے ایشیا فاؤنڈیشن اور دیگر تنظیموں نے بڑے اہم کام کیے مثلاً مشاہداتی و مطالعاتی دورے، ریسرچ، انٹرویوز، سروے وغیرہ کرائے گئے اور حاصل شدہ معلومات کو پراجیکٹس کو موثر بنانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ 1967ء میں اطالوی تاجر اور بیس (AURELIO PECCEI) اور برطانوی انجلی جنس کے انگریز رنگ نے "کلب آف روم" کے نام سے تنظیم بنائی جو آبادی میں اضافہ کو "زیرد" سطح پر لانے والی عالمی تنظیم بن گئی۔ 1968ء پاؤل اہرلک نے "پاپولیشن بم" کے نام سے کتاب لکھ کر گوروں کو خوب خوفزدہ کیا اور آبادی کم کرنے کے اہم اقدام تجویز کیے۔

امریکہ کی نیشنل سیکورٹی کونسل کی دستاویزات کے مطابق بھری کسجھ نے 1974ء میں کہا تھا "تیسری دنیا کی آبادی میں اضافہ امریکہ کی قومی سلامتی کے لیے سترہ بیچک خطرہ ہے" 13 ممالک جنہیں اس نے سب سے زیادہ خطرناک قرار دیا ان میں بنگلہ دیش، پاکستان، انڈونیشیا، مصر، ترکی اور تائیچیر یا شامل ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ اہم تزویراتی اہمیت رکھتے ہیں اور ان کی مجموعی آبادی نصف ارب سے زیادہ ہے۔

انڈونیشیا میں بھی جاپان کی طرح "برتھ کنٹرول" کو بزور قوت نافذ کیا گیا۔ انڈونیشیا کے فوجی خواتین کو ہندو کی ٹوک پر نظر بندی کیمپوں میں لے جاتے اور انہیں اس وقت تک وہاں رکھا جاتا جب تک وہ فیمیلی پلاننگ پر عمل کرنے کی ٹھوس ضمانت نہ دے دیتیں یا نس بند کر دیتی۔

انڈونیشی جریدے "انڈونیشیا ٹوڈے" کے مطابق گمن پوائنٹ پر IUD (رحم میں رکھنے والی ڈیوائس) رکھی گئی۔ تعلیمی اداروں میں جوان لڑکیوں کو طویل عرصہ والے ٹیکے لگائے گئے۔ 1960 کی دہائی میں اوسطاً فی فیملی 6 بچے تھے جو اب 3 رہ گئے ہیں۔ 1947ء میں امریکہ کی نیشنل سیکورٹی کونسل نے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ، ہیٹا گون، سی آئی اے اور یو ایس ایڈ کی مدد سے برتھ کنٹرول کا کام کیا۔ پاکستان کے بارے میں بھی یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت پاکستان نے ان سرکاری ملازمین کی ترقی روکنے کا فیصلہ کیا ہے جو چار سے زیادہ بچے پیدا کرنے کے قصور وار ہوں گے۔

1981ء میں امریکی آفیشل تھا سمن فرگوسن نے کہا "پاپولیشن لیک سیاسی مسئلہ ہے اور ہمارے سارے کام کے پیچھے ایک ہی خیال کا فرما ہے کہ ہمیں آبادی میں اضافہ کے فرق کو کم کرنا ہے چاہے حکومتیں ہمارے صاف ستھرے طریقوں سے یہ کام کریں یا پھر دوسرے طریقوں سے۔"

1967ء میں USAID نے ہدایت نامہ جاری کیا کہ موثر فیمیلی پلاننگ کے لیے انسانی رویوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے، اس کے لیے علاقہ کے کلچر، سوشل سٹرکچر، معاشی اور نفسیاتی قوتوں کو سمجھنا ناگزیر ہے۔ رویوں میں تبدیلی اور مانع حمل سامان کا استعمال شروع کرانے کے لیے منظم طریقوں سے کام کی ضرورت ہے۔ USAID نے اپنے ہدایت نامہ میں اس بات پر خاص زور دیا کہ اصل مسئلہ مانع حمل طریقوں کا استعمال نہیں بلکہ شرح پیدائش کو کم کرنا ہے۔

امریکہ نے عالم اسلام پر خصوصی توجہ دی۔ امریکی منصوبہ سازوں نے اس پر خوب غور کیا کہ اگر عالم اسلام کی بڑھتی ہوئی افرادی قوت کو روکا نہ گیا تو یہ آبادی کے تناسب کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جلد ہی مد مقابل کھڑا ہو جائے گا۔ عالم اسلام کے ہر کونے میں ریسرچ کی گئی اور

مذہبی لیڈروں کی مخالفت کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے طریقے اختیار کیے گئے کہ مذہبی لیڈر بے بس ہو کر رہ گئے۔ پراپیگنڈہ کے لیے ہزاروں پہلی کیشز، ریڈیو، ٹی وی اور پرنٹ میڈیا سے مدد لی گئی۔ IMF اور ورلڈ بینک کے ذریعے حکمرانوں کو ٹکٹے میں جکڑا اور مالی امداد کو برتھ کنٹرول سے مشروط کر دیا۔ مہنگائی پیدا کر کے عوام کے ذہنوں میں زیادہ بچوں کے بوجھ کا احساس پیدا کیا اور علماء کے کمزور اور فرسودہ دلائل کو لطیفوں میں اڑا دیا گیا۔

اس سلسلے میں "SAVE THE CHILDREN" نامی تنظیم بہت کام کر رہی ہے۔ 1997ء میں امریکی حکومت سے اسے 120 ملین ڈالر کی امداد ملی تھی، دیگر ذرائع سے ملنے والی امداد اس کے علاوہ تھی۔ اس کا اہم کام عوامی اور مذہبی لیڈروں کو ہم نوا بنانا ہے۔ اس سلسلے میں اس نے ایک سال میں دو روزہ 110 سیشن منعقد کیے جس میں 3300 افراد نے شرکت کی۔ بنگلہ دیش میں بڑی تعداد میں اس نے علماء کو ہم نوا بنالیا ہے۔ پاکستان میں اس تنظیم کو "فیملی ہیلتھ پراجیکٹ" کے نام پر ورلڈ بینک سے امداد مل رہی ہے۔ پاکستان میں اس کا ہدف بچے پیدا کرنے والی 90 لاکھ خواتین ہیں۔ افریقی ممالک میں بھی یہ تنظیم کام کر رہی ہے۔

یہ گاؤں کے مولوی کو ٹارگٹ بناتی ہے۔ اپنے تنخواہ وارٹریڈ مولوی کے ذریعے اس کی برین واشنگ کرتی ہے۔ پھر اس امام کے ذریعے دوسرے اماموں پر کام کیا جاتا ہے۔ پبلک میٹنگز بھی کی جاتی ہیں جن میں یہ مولوی فیملی پلاننگ کے بارے میں لوگوں کے اعتراضات دور کرتے ہیں۔

ہارڈ یونیورسٹی کے پاپولیشن ڈیپارٹمنٹ نے ٹارگٹ ممالک کے ایلٹ طلباء کی برین واشنگ کا کام سنبھالا۔ امریکی دفاعی ادارے پیٹنگٹون نے "قرآن ریمیرج" کے لیے باقاعدہ ملازم رکھا تاکہ اسقاط حمل اور مانع حمل طریقوں کے بارے میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے

لیے قرآنی آیات کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کیا جاسکے۔ ایسا کئی دیگر اداروں میں بھی ہو رہا ہے مثلاً واشنگٹن میں انفارمیشن پراجیکٹ برائے افریقہ، ڈیپارٹمنٹ آف انٹینس کنٹرولز، تین امریکی یونیورسٹیاں، نیز کئی لوگ نجی سطح پر بھی کام کر رہے ہیں۔ ناٹجیر یا کے اسلامی اداروں میں باقاعدہ منصوبہ سے بے شمار افراد کو داخل کرایا گیا۔ فیملی پلاننگ پر جعلی لٹریچر تیار کر کے تقسیم کیا گیا۔ ایک ایسی جعلی دستاویز کی تیاری اور تقسیم پر 60 ملین ڈالر ادا کیے گئے۔

یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا کہ امریکہ امت مسلمہ کی بڑھتی ہوئی آبادی کو شیطانی صلیبی مذہب کے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھتا ہے۔ 1991ء میں ایک کتاب "دی فرسٹ یونیورسل نیشن" میں امریکی کالم نگار بن واٹن برگ نے عالمی آبادی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا "یہ کہنے کے لیے ایک بلین وجوہات ہیں کہ مسلم اثر و رسوخ بڑھے گا"۔ اس نے بتایا کہ 1950ء میں مسلمان ساڑھے 37 کروڑ تھے اور اکیسویں صدی کے اوائل میں یہ دو ارب ہو جائیں گے۔ "مسلم قومیں تیز ترین رفتار سے بڑھ رہی ہیں"۔ واٹن برگ نے شکایتا لکھا "ترقی یافتہ ممالک میں ایک عورت کے ہاں اوسطاً 1.7 بچے پیدا ہوتے ہیں، سویت بلاک ممالک میں 2.1، غیر مسلم ترقی پذیر ممالک میں 4.5 جبکہ مسلمان قوموں میں 6 بچے ہوتے ہیں"۔

جنوری 1991ء میں دی راک فیملز پاپولیشن کونسل نے اعلان کیا کہ فیملی پلاننگ کے ذریعے ترقی پذیر ممالک میں 40 کروڑ سے زیادہ پیدائشیں روک لی گئی ہیں اور مزید بتایا کہ اگلی صدی کے آخر تک دو ارب 20 کروڑ پیدائشیں مزید روکی جائیں گی۔

اس طرح امریکہ اپنی آبادی کا تناسب برقرار رکھ کر فرعونی تسلط قائم رکھنا چاہتا ہے۔ عالم اسلام کے مفکرین اور مدبرین کو سوچنا چاہیے کہ امریکہ و یورپ نے عالم اسلام کی نسل کشی کے سلسلہ میں فیملی پلاننگ کے نام پر اپنے کٹھنچلیوں کے ذریعے جو یک طرفہ جنگ شروع کر

رکھی ہے یہ اب تک ہونے والی تمام صلیبی جنگوں سے بڑی اور بدترین ہے۔ بد قسمتی سے اس جنگ میں اسے کسی قابل ذکر مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا۔ اگر وہ روایتی جنگ لڑتا تو اسے ہزاروں گنا زیادہ خرچ کرنا پڑتا اور اپنے آدمی بھی بڑی تعداد میں مروا تا۔ پاپولیشن کونسل کے اعلان کے مطابق گزشتہ چالیس سالوں میں 40 کروڑ سے زیادہ پیدائشیں روکی گئیں، اندازہ ہے کہ ان میں 20 تا 25 کروڑ پیدائشیں صرف مسلم ممالک میں روکی گئیں۔ اتنے آدمی عام جنگ میں مارنے کے لیے کروڑوں کھرب ڈالروں کا اسلحہ ضائع کرنا پڑتا ہے اور کم از کم چار پانچ کروڑ امریکی بھی مرتے۔ مگر اس نے یہ سارا کام IMF اور ورلڈ بینک کے مرکب سود والے قرضوں، کٹھ پتلی حکمرانوں، فیملی پلاننگ کے نام پر ملنے والی معمولی امداد، پراپیگنڈہ کے ماہرین ضمیر فروشوں کے ذریعے کیا ہے۔

پراپیگنڈہ اور علماء کی ناکامی

مسلم ممالک میں فیملی پلاننگ کی کامیابی میں موثر ترین کردار پراپیگنڈہ تکنیک نے ادا کیا ہے۔ اس میں اسلامی تنظیموں اور علماء کی طرف سے مخالف رد عمل کا اظہار ہوا۔ رد عمل میں زیادہ تر اس بات پر زور دیا گیا کہ اسلام اسقاط حمل اور ضبط ولادت کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر عوام کے اس سوال کہ "یہ درست ہے کہ اسقاط حمل کے ذریعے بچے نہ مارے جائیں مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ لازماً استطاعت سے زیادہ بچے پیدا کرو" کا علماء کی طرف سے کوئی موثر جواب نہ دیا گیا۔ علمائے کرام نے زیادہ بچوں کے سلسلے میں جو احادیث پیش کیں فیملی پلاننگ والوں نے انہیں زرخیر علماء ہی کے ذریعے ضعیف قرار دے دیا پھر علماء کے جوابات کو مذاق میں اڑا دیا۔ صلیبی جنگ بذریعہ فیملی پلاننگ کے مقابلہ کے لیے علماء اور دینی جماعتوں نے کسی قسم کی تحقیق اور پلاننگ نہ کی۔

دوسری طرف امریکہ اور یورپ نے ہر سال کروڑوں ڈالر کا بجٹ صرف اس بات کی تحقیق پر خرچ کیا کہ مسلم عوام اور علماء فیملی پلاننگ کے خلاف کیا کیا باتیں کرتے ہیں اور عوام میں فیملی پلاننگ کو مقبول بنانے کے لیے کون کون سے طریقے موثر اور قابل عمل ہیں کیونکہ محض حکومتوں کے ذریعے یہ کام زبردستی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مسلم دانشور اور علماء خاندانی منصوبہ بندی کے پس پردہ حقائق کو موثر طریقے سے عوام کے سامنے لانے میں ناکام رہے۔ علماء کی اکثریت اب بھی فرقہ وارانہ مسائل میں الجھی ہوئی ہے۔ جو علماء مناسب طریقے سے عوام کو بیدار کر سکتے تھے کٹھ پتلی مسلم حکمرانوں نے انہیں بھاری عطیات اور ادقاف کی ملازمتیں دے کر خاموش کر دیا۔

گلوبل پاپولیشن پروگرام کے تحت مسلم ممالک میں زیادہ بار آوری (Fertility) اور معاشرتی رویوں کے مطالعہ پر بڑی بڑی رقم خرچ کی گئیں۔ مسلم دنیا کے ہر کونے میں سر دے اور انٹرویوز کر کے اعداد و شمار اور دوسری معلومات اکٹھی کی گئیں۔ صلیبی مشنریوں نے اس کام میں اہم کردار ادا کیا۔

اس مطالعہ و تحقیق کی روشنی میں 1980ء کی دہائی میں پراپیگنڈہ کے موثر ترین طریقے اختیار کیے گئے۔ سنگل آئٹم میں امریکہ کا سب سے زیادہ بجٹ اسی پر خرچ ہوا۔ "پاپولیشن کمیونیکیشن سرورسز" پراجیکٹ کے لیے 1986ء میں USAID کے ذریعے 3 کروڑ ڈالر (ایک ارب ساٹھ کروڑ روپے تقریباً) کی گرانٹ دی گئی۔ اس کا ٹھیکہ جان ہاپکنز یونیورسٹی ہالٹی مور کو دیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے آغاز کے ساتھ ہی سینکڑوں ملین ڈالر مزید اس کے بجٹ میں جمع کرائے گئے۔

بعض پراجیکٹس کو مرکزی طور پر دانشمندان سے امداد دی جاتی ہے جبکہ دیگر کو USAID کے ذریعے۔ جاپان ہاپکنز یونیورسٹی کا بنیادی کام یہ تھا کہ ٹارگٹ ممالک کے کٹھ پتلی

حکمرانوں اور روشن خیال دانشوروں کی مدد سے فیملی پلاننگ کے لیے ایسے پروگرام تیار کرے جن سے عوام میں فیملی پلاننگ کو نہ صرف مقبولیت ملے بلکہ اس میں اضافہ بھی ہو۔ مزید یہ کہ اسلامی ممالک میں اس کے حرام دنا جائز ہونے کی بحث ختم ہو۔ ان پروگراموں کے ذریعے عوام کے رویوں میں تبدیلی آئے اور وہ صلیبی موقف کو اپنے لیے سودمند سمجھنے لگیں۔ پاکستان کے بارے میں خصوصی پروگرام دیا گیا کہ زیادہ بچوں والے خاندان کے بجائے کم بچوں والے خاندان کو نمونہ بنا کر پیش کیا جائے، عوام کے خدشات دور کیے جائیں اور اس نظریہ کو ختم کیا جائے کہ بڑی فیملی معاشی اٹاش ہوتی ہے۔ ہر ذریعہ استعمال کیا جائے تاکہ رائے عامہ تبدیل ہو۔ سکول، حکومتی و غیر حکومتی ادارے، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ویڈیو، تھیٹر، سینما، پرنٹ میڈیا غرض یہ کہ ہر ذریعے کو رائے عامہ تبدیل کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ ہاپکنز یونیورسٹی نے یہ سب کر دکھایا۔ ایسی موثر اور پرفریب تکنیک اختیار کی کہ فیملی پلاننگ کے مخالفین کو خاموش کرادیا۔ ہر ملک میں فیملی پلاننگ کے اداروں کو ہدایت کی گئی کہ جہاں فیملی پلاننگ کو گناہ اور بڑے خاندان کو اللہ کی رحمت، خوشی اور اطمینان کا باعث سمجھا جاتا ہے۔

پراپیگنڈہ کی اثر انگیزی کا اندازہ آپ اس ایک مثال سے لگا سکتے ہیں کہ مجھے بذریعہ ڈاک ایک شیکر ملا جس پر لکھا تھا "بڑا خاندان"۔۔۔۔۔ اللہ کا احسان" میں نے ریفریجریٹر پر لگا دیا۔ چند ہفتوں بعد میرے ایک بھانجے کی آٹھ نو سالہ بیٹی آئی اور اس شیکر کو دیکھ کر اس نے مجھ سے کہا "انگل آپ بھی منصوبہ بندی کے خلاف ہیں؟" اتنی چھوٹی عمر کی بچی کی زبان سے یہ بات سن کر میں تو اس قدر حیران و پریشان ہو گیا کہ اسے کوئی جواب ہی نہ دے پایا۔ ایسے محسوس ہوا کہ جیسے میری تمام صلاحیتیں ختم ہو گئی ہوں۔

چھوٹے اور بڑے خاندان کے حوالے سے کیے گئے پراپیگنڈہ کی سحر انگیزی کا اندازہ آپ ایک اور مثال سے بھی لگا سکتے ہیں۔ میرے مرحوم سر نے دو شادیاں کی تھیں دوسری شادی انہوں نے تقریباً 40 سال کی عمر میں کی اور ان کی دوسری بیوی سے گیارہ یا بارہ بچے ہوئے جن میں سے دس زندہ ہیں۔ میری اس چھوٹی خوش دان صاحبہ کی ماشاء اللہ صحت بھی اچھی ہے (جبکہ تھوڑے بچے پیدا کرنے والے کی خراب) زیادہ اولاد کا کوئی تلخ یا ناپسندیدہ پہلو بھی نہیں ہے اس کے باوجود یہ میری چھوٹی خوش و امن صاحبہ اپنی بہوؤں کو زیادہ بچے پیدا کرنے سے روک رہی ہیں۔ کیوں؟ ٹیلی ویژن کا پراپیگنڈہ سحر کی طرح ذہن پر سوار ہو چکا ہے۔

کھاریاں کی ڈاکٹر رخسانہ جیسی اپنی مشاہداتی رپورٹ میں لکھتی ہیں کہ فیملی پلاننگ کے پراپیگنڈہ نے خواتین پر انتہائی نقصان دہ اور خطرناک اثرات مرتب کیے ہیں اور دوسرے بچے کا جلدی حمل انہیں شدید پریشان کر دیتا ہے۔ اور بعض تو کلیٹک میں آنکر رہنے لگتی ہیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ اس پراپیگنڈہ سے ہمارے دینی گھرانے بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ ایک اچھے خاصے دینی گھرانے کی حاملہ خاتون میرے پاس آئیں اور کہا کہ کچھ کر دیں۔ اور میں اس کی بات سن کر حیران رہ گئی اور پوچھا کہ کیا آپ بھی۔۔۔۔۔؟ اس نے روتے ہوئے بتایا "میں تو یہ نہیں چاہتی اور نہ میرے میاں چاہتے ہیں مگر میری منہیں اور دوسرے لوگ طعنے دیتے ہیں"۔ بچوں پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں اس بارے میں ڈاکٹر صاحبہ لکھتی ہیں کہ ہمارے جاننے والے ایک گھرانے میں جب ماں بچوں کا ڈانٹ رہی تھی تو بڑا بچہ جو پاس کھڑا تھا بڑی بے باکی سے بولا "کس نے کہا تھا کہ اتنے بچے پیدا کریں کیا ہم دو کافی نہ تھے" خو میرے علم میں بھی کئی گھروں کے واقعات ہیں جہاں بڑی لڑکیوں نے اپنی ماؤں سے کہا کہ اب بس بھی کرو حقیقت یہ ہے کہ اس حیا سوز پراپیگنڈہ نے ادب و

احترام اور شرم و حیاء ہی کو ختم نہیں کیا بلکہ اللہ کا خوف اور اللہ پر توکل کو بھی ختم کر دیا ہے۔

پاکستانی فلمیں اور ڈراموں میں ہاپکنز یونیورسٹی کی ہدایات کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔ ڈراموں اور فلموں میں ایک یا دو بچے والے خاندان کو خوشحال اور ہنستے مسکراتے دکھایا جاتا ہے اور بڑے خاندان والوں کو پریشان۔ خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کرنے والوں کا خوب مزاق اڑایا جاتا ہے۔ جنجال پورہ جیسے ڈرامے بار بار دکھائے گئے ہیں اور فیملی پلاننگ کا اشتہار ہر پروگرام کا حصہ بن گیا ہے۔ ایک اور ڈرامے میں ایسی فیملی کی تباہی دکھائی گئی ہے جس میں باپ زیادہ بچوں کا خواہش رکھتا ہے۔ فیملی پلاننگ کے لیے ٹی وی سے سٹیج شو بھی پیش کیے گئے اور حسین اداکاراؤں کے حسن و جمال اور دلربا ادائوں کی مدد بھی لی گئی۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور اس میں ادیبوں اور کھلاڑیوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔

اس طرح آنیوری کوست میں Yafaman ویڈیو دکھائی گئی جہاں زیادہ بچہ پیدا کرنے والی ایک نو عمر ماں کو طوائف بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اسے اپنے زیادہ بچوں کی خوراک وغیرہ کے لیے جسم فروشی کرنی پڑ رہی ہے۔ نا عجیب یا کے ٹیلی ویژن پر گراموں میں ان عورتوں کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے جو مانع حمل دوائیں استعمال نہیں کرتیں۔

ترکی فلم کا بھی سن لیں اور اس سے ملتی جلتی فلمیں پاکستان میں بھی دکھائی جا چکی ہیں۔ اس فلم کے پہلے منظر میں ایک نوجوان حسین و جمیل جوڑے کو ہنستے مسکراتے دکھایا جاتا ہے جن کے پاس ایک خوبصورت پھول سا بچہ ہے۔ دوسرے منظر میں دو بچے دکھائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد کا منظر انتہائی دلخراش ہے۔ چھ بچے اپنے باپ کے ساتھ افسردہ کھڑے ہیں اور ماں کی جگہ خالی ہے ساتھ پیغام آتا "زیادہ بچوں کی خواہش تمہیں قتل کر سکتی ہے" اور

"plan your family with birth control"۔ یہ فلم جان ہاپکنز یونیورسٹی

بائلی مور نے ترک ٹیلی ویژن کے لیے تیار کی اور امریکہ نے خاموشی سے اسے سپانسر کیا۔

اسے اس طرح تیار کیا گیا کہ یہ حقیقی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کے کردار ترک ہیں۔ اس فلم سے لوگوں نے بہت اثر لیا اور اس طرح بظاہر اس بے ضرر فلم نے لاکھوں انسانوں کو ان کی پیدائش سے پہلے ہی مار دیا۔ اتنے افراد شامہ امریکہ ایٹم بموں کے حملوں سے بھی نہ مار سکے انڈونیشیا میں پرائیویٹ ریڈیو اور ٹیلی ویژن تک کو امریکہ نے سپورٹ کیا ہے۔ ایشیا فاؤنڈیشن نے پرائیویٹ ریڈیو کی مدد سے بے شمار مانع حمل دوائیں اور اشیاء متعارف کروائیں اور پاپولیشن رقوم کا بڑا حصہ طلب پیدا کرنے والے پرائیویٹس پر خرچ کیا ہے۔ فیملی پلاننگ پر لگائے گئے اعتراضات کو زرخیز مولویوں کے فتووں اور قرآنی آیات کو اپنی مرضی کے معنی پہنا کر دور کیا گیا۔ درج ذیل طریقے اختیار کیے گئے۔

- (1) ماس میڈیا سے سحر انگیز اور پرکشش پرائیویٹ (2) جن علاقوں میں مغربی طریقوں کو بے شرم اور مذہب کے خلاف سمجھا جاتا ہے وہاں مقامی ایجنٹوں کی مدد سے دوسرے طریقے اختیار کیے گئے (3) امریکہ نے خفیہ طور پر ڈراموں کی سپانسرشپ کی اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کو بھی اس میں ملوث کیا گیا (4) خوبصورت اداکاراؤں اور مقامی لیڈی ڈانسرز کو اشتہار میں استعمال کیا گیا (5) مقبول قومی کھلاڑیوں اور سوشل ورکرز سے کام لیا گیا (6) مذہبی عناصر کو خاموش کرا دیا گیا یا پھر تضحیک کا نشانہ بنایا گیا اور معاشرے میں ان کا مقام بہت نیچے کر دیا۔ (7) ایجنٹ تنظیموں کو استعمال کر کے پوسٹر اور پمفلٹ بازی کی گئی۔ (8) واکس کا اہتمام کیا گیا۔ (9) حکومتی سربراہوں کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قرضوں کے ذریعے پکڑا گیا۔ حکمرانوں کو قرضے کی گرفت میں لینے کے بعد یہ کہا جاتا ہے کہ متعلقہ حکمرانوں نے فیملی پلاننگ میں تعاون کی درخواست کی ہے۔ فنڈز میں خوردہ برکی ترغیب بھی دی جاتی ہے۔ (10) مقبول عام گانوں اور ورائٹی پروگراموں کے ذریعے بھی برتھ کنٹرول کو مقبول عام دکھایا جاتا ہے۔

پراپیگنڈہ کو موثر بنانے اور اس میں حقیقت کا رنگ کا بھرنے کے لیے امریکہ کی ایک تحقیقاتی ٹیم بھیجی گئی۔ وہاں اس نے 100 دیہاتیوں سے انٹرویوز کیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ لوگ کیا اعتراض کرتے ہیں اور کیا پسند کرتے ہیں؟ اس کے نتیجے میں ریڈیو پر طویل پروگرام Fakubejarra چلا اور اس میں بتایا گیا کہ مانع حمل اشیاء استعمال کرنے کے خواہاں افراد مشکلات پر کیسے قابو پاسکتے ہیں۔ فروری 90ء میں فاکوب جارا پروگرام میں سامعین کی رپورٹ میں نوٹ کیا گیا کہ ”اسلامی تعلیمات فیملی پلاننگ کے موجودہ طریقوں کی ممانعت کرتی ہیں“۔ اس کے بعد صلیبی تحقیقین نے تجویز کیا کہ موثر تشہیر کے ذریعے اس کا جواب دیا جائے۔ اور اس عقیدہ کا بھی موثر جواب دیا جائے کہ ”بچے خدا کا تحفہ ہوتے ہیں“ اور اس کا جواب قرآن سے ڈھونڈا جائے۔ اس پراپیگنڈہ میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ کسی گورے کا کہیں ذکر نہ آئے۔

1991ء میں یونائیٹڈ نیشنز پاپولیشن فنڈ (UNPF) رپورٹ میں بتایا گیا کہ 1989ء میں زنجبار میں عوام اور مسلم رہنماؤں کو قائل کرنے کے لیے کہ وہ فیملی پلاننگ پر اعتراض نہ کریں زبردست مہم چلائی گئی۔ پاکستان میں جاری 5 سالہ منصوبہ کے تحت 70 فیصد دیہاتیوں اور 100 فیصد شہریوں کو مانع حمل اشیاء کے استعمال کے سرکل میں لانے کا پروگرام ہے۔ پاکستان میں اب حالت یہ ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی دکان پر بھی مانع حمل اشیاء مل رہی ہیں اور یہ اشیاء دکان میں نمایاں جگہ پر رکھی جاتی ہیں۔

ہر گاؤں میں ایک ہزار کی آبادی پر ایک خاتون برتھ کنٹرول کے لیے دعوے تبلیغ کرنے ہاں کے فوائد گنوانے اور مانع حمل اشیاء مفت تقسیم کرنے کے لیے رکھی گئی ہے۔ عوام کو متوجہ کرنے کے لیے مانع حمل اشیاء کے انتہائی نفس اشتہار دکھائے جاتے ہیں جیسے پاکستان میں ایک چابی والا اشتہار کچھ عرصہ کے لیے دکھایا گیا۔

مگر عوامی احتجاج پر بعد میں اسے بدل دیا۔ بھارتی چینلوں پر کنڈو مز کے انتہائی نفس اشتہار دکھائے جا رہے ہیں۔ مقصد مانع حمل اشیاء کو مقبول عام بنانا ہے اور اس میں وہ کامیاب ہیں اس پراپیگنڈہ مہم پر خرچ ہونے والی رقم کا اندازہ پاپولیشن کونسل کی 1993 کی رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک عورت کو مانع حمل گولیوں سے متعارف کرنے کے لیے 64 امریکی ڈالر اور استعمال شروع کرانے پر 267 امریکی ڈالر خرچ آتے ہیں۔

معاشرتی رویوں میں تبدیلی لانے اور حرام دنا جائز کی بحث کرنے کے لیے مسلم دنیا کے میڈیا کو بھی کرپٹ کر دیا گیا ہے۔ صحافیوں، فلم میکروں، فلم پروڈیوسروں، ٹیلی ویژن پروڈیوسروں، پبلیشرز وغیرہ کو بھاری رقوم دی جاتی ہیں اس طرح جان ہاپکنز ایجنسی نے پوری دنیا میں اپنے ایجنٹوں کا مضبوط جال پھیلایا ہے جس میں ہمارے علماء تک پھنس گئے ہیں۔ بھارت کے رفیق ذکر یانے اپنی کتاب میں یہاں تک دعویٰ کر دیا کہ حضرت علی، امام غزالی اور شاہ عبدالعزیز نے فیملی پلاننگ کے کئی طریقوں کی حمایت کی ہے اور ان میں مانع حمل دواؤں کا استعمال بھی شامل ہے۔ شاید بھارت کے ایسے ہی مسلم دانشوروں نے خجے گاندھی کو مشورہ دیا کہ وہ مسلمانوں کو زبردستی بانٹھ بنائے۔

پراپیگنڈہ میں خود ساختہ فتوے اور من گھڑت اعداد و شمار کے اشتہارات شائع کر کے بھی لوگوں کو گمراہ کیا گیا ہے۔ ٹیلی ویژن دیکھنے والی خواتین نے اس پراپیگنڈہ کا بہت اثر لیا۔ اوریوں مسلم دنیا میں شرح پیدائش میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔

فیملی پلاننگ اور پراپیگنڈہ کی حقیقت

0 کیا زیادہ آبادی ترقی و خوشحالی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

پراپیگنڈہ کے مغربی ماہرین فیملی پلاننگ کے لیے اپنی پراپیگنڈہ مہم میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دے رہے ہیں کہ زیادہ آبادی ہی ملکی پسماندگی کا باعث ہے مزید یہ کہ اگر آبادی اسی رفتار سے بڑھتی رہی تو دنیا کے وسائل ختم ہو جائیں گے۔ اور زمین آبادی کو سنبھال نہ پائے گی۔ ان پراپیگنڈہ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر آبادی کو روک نہ لگائی گئی تو آئندہ تیس سالوں میں آبادی 14 ارب ہو جائے گی اور کرہ ارض ان کی زندگی کا انتظام نہ کر پائے گا۔ اس پراپیگنڈہ میں کس قدر حقیقت ہے اس کا اندازہ حقائق کو سامنے رکھ کر لگانا کوئی مشکل نہیں۔

اگر آبادی 14 ارب بھی ہو جائے تو پھر بھی پوری دنیا میں مربع میل 269 افراد آتے ہیں جبکہ ہانگ کانگ میں اس وقت 14883 افراد فی مربع میل ہیں۔ نیدر لینڈ میں 1140، جاپان میں 863۔۔۔۔۔۔ حیرت کی بات ہے کہ آبادی کو پسماندگی کا باعث بتاتے ہوئے بنگلہ دیش، پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کی مثالیں دی جاتی ہیں مگر ہانگ کانگ جو گنجان ترین اور خوشحال ترین خطہ ہے اس کی مثال نہیں دی جاتی حالانکہ بنگلہ دیش میں تقریباً 900 افراد فی مربع میل ہیں یعنی جاپان کے قریب اور پاکستان میں 435 افراد فی مربع میل ہیں۔ آبادی میں اضافے اور ترقی میں کیا رشتہ ہے، اس بارے میں ہارڈ یونیورسٹی نے 1991ء لاطینی امریکہ میں ریسرچ کی۔ یہ ریسرچ 1900ء 1991ء کے عرصہ پر محیط تھی۔ اس دوران میں لاطینی امریکہ کی آبادی میں سات گنا اضافہ ہوا جبکہ اسی دوران میں فی کس آمدنی میں 5 گنا اضافہ ریکارڈ کیا گیا یعنی مجموعی طور قومی

آمدن میں 35 گنا اضافہ ہوا۔ اس تحقیق نے بالخصوص کا یہ نظریہ غلط ثابت کر دیا کہ آبادی جو میٹرکسل تناسب سے بڑھ رہی ہے جس سے وسائل ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

آنجنابی آر بک منسٹر (r-buck minster Fuller) نے اپنی کتاب "Critical path" میں لکھا ہے کہ زمین 55 ارب انسانوں کو بطور ارب پتی وسائل فراہم کرنے کی گنجائش رکھتی ہے بشرطیکہ سو ختم کر دیا جائے۔ یہ تو تھی خشکی میں پائے جانے والے وسائل کی بات، انسانی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے سمندری وسائل خشکی کی نسبت کئی سو گنا زیادہ ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں پسماندگی و ناخواندگی کی اصل وجہ آبادی میں تیز اضافہ نہیں بلکہ کٹ پتلی حکمرانوں کی کرپشن میں اضافہ ہے۔ مزید یہ کہ وہ نالائق اور نااہل ہیں۔ ملکی وسائل کے بہتر استعمال اور نئے وسائل کی تلاش کی منصوبہ بندی نہیں کرتے۔ ان کا ذہن ہر وقت کرپشن کے طریقے ڈھونڈنے اور اقتدار کو دوام بخشنے میں لگا رہتا ہے۔

آرگنائزیشن آف اکنامک کوآپریشن اینڈ ڈیولپمنٹ (OECD) نے 32 ممالک میں ریسرچ کی۔ یہ ممالک دنیا کی 75 فیصد آبادی رکھتے ہیں۔ یہ ریسرچ 1900ء تا 1987ء کے عرصہ پر محیط تھی۔ تحقیقاتی رپورٹ میں اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ "آبادی میں تیز رفتار اضافہ نے قومی پیداوار میں لانے میں بظاہر کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی"۔

برازیل جہاں فی مربع کلومیٹر 20 افراد رہتے ہیں، اگر 6 ارب انسان یہاں بسا دیے جائیں تو آبادی کی کثافت 702 فی مربع کلومیٹر ہوگی جو ہالینڈ کی کثافت آبادی کا دو گنا بھی نہیں بنتی جبکہ سنگاپور اور ہانگ کانگ سے نو گنا کم ہے۔

اگر سوئٹزر لینڈ کی آبادی کا گھناپن صومالیہ کے برابر لایا جائے تو سوئٹزر لینڈ کو اپنی آبادی 85 فیصد کم کرنا پڑے گی۔

جنوبی کوریا اور تائیوان گنجان ممالک ہیں اور خوشحال ہیں جبکہ کانگو اور مکیون قدرتی وسائل

سے مالا مال ہونے اور کم آبادی رکھنے کے باوجود غریب ترین ہیں۔ یاد رہے کہ جنوبی کوریا میں 476 اور تائیوان میں 607 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں جبکہ کانگو میں بمشکل 6 اور کمبیاں میں بمشکل 3 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔ اگر براعظم افریقہ میں آبادی کی کثافت جرمنی کے برابر لائیں تو وہاں سات ارب انسانوں کو بسانا پڑے گا جبکہ اس وقت براعظم افریقہ کی آبادی تقریباً 80 کروڑ ہے۔

0 کیا زیادہ آبادی آلودگی کا باعث ہے؟

اس وقت دنیا میں جو آلودگی پائی جا رہی ہے، اس کا مورد الزام بھی آبادی میں اضافہ کو ٹھہرایا جا رہا ہے جبکہ ماہرین کا یہ کہنا ہے ماحول کو زیادہ نقصان امیر ممالک کے ضرورت سے زیادہ خرچ (Over Consumption) سے پہنچا ہے اور آبادی میں اضافہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ان ماہرین کے مطابق دنیا کے ایک ارب امیر لوگوں نے زمین پر زندگی کو خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔ یہ بات ورلڈ انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ میں بتائی گئی ہے۔

صنعتی دنیا میں پیدا ہونے والا ہر بچہ اپنی زندگی میں ترقی پذیر ممالک میں پیدا ہونے والے بچہ کی نسبت 20 تا 30 گنا زیادہ وسائل خرچ کرتا ہے۔ اس بات کا اعتراف مارگریٹ کارلسن نے یو این دستاویز "پراگرس آف نیشن" میں کیا ہے۔ اسی طرح نیچرل ریسورسز ڈیفنس کونسل نے 1994ء میں کہا تھا کہ 90ء کی دہائی میں (تقریباً تین سال اس وقت بننے تھے) صنعتی ممالک میں 55 ملین جو افراد پیدا ہوئے ہیں وہ ترقی پذیر دنیا میں پیدا ہونے والے 895 ملین افراد سے زیادہ دنیا کو آلودہ کریں گے، اس لیے آلودگی کے خاتمہ میں مصروف سنجیدہ افراد کو اپنی کوششیں صنعتی ممالک پر مرکوز کرنا ہوں گی۔

لاس اینجلس کانفرنس نے 1994ء میں سب سے زیادہ آلودہ جگہ برازیل کے کوپاکانو کو بتایا تھا حالانکہ یہاں آبادی میں کوئی اضافہ کوئی مسئلہ ہی نہ تھا بلکہ یہ آلودگی صنعتی اور ناراسیدوٹیکل

کپنیوں کی وجہ سے تھی۔ ایک عام فہم بات ہے کہ غریب بچہ وہ آلودگی نہیں پھیلا سکتا جو امیر کی گاڑی، انٹرکنڈیشنڈ وغیرہ پھیلاتے ہیں۔ پاکستانی شہروں میں جو آلودگی ہے اس کی وجہ کرپٹ اور نا اہل انتظامیہ ہے۔

۵۔ زچہ کی زندگی کو خطرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

یہ پرائیگنڈہ کر کے کہ زیادہ بچے پیدا کرنا عورت کی زندگی کے لیے خطرہ ہیں، خوب دہشت پھیلانی جا رہی ہے حالانکہ اس پرائیگنڈہ کا حقیقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ خود اپنے ارد گرد کا جائزہ لیں، اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو دیکھ لیں، آپ کو زیادہ صحت مند خواتین نظر آئیں گی جن کے زیادہ بچے ہیں۔ میں خود بے شمار ایسی خواتین کو جانتا ہوں جو ایک یا دو بچے پیدا کر کے بیمار ہوئیں اور مر گئیں جبکہ زیادہ بچے پیدا کر کے زچگی کے باعث مرنے والی خواتین کی تعداد بہت کم ہے۔ اب جو اکا دکا نزالہ ہوگوں کو مل جاتی ہے اس کی خوب تشہیر کرتے ہیں مگر جو ایک یا دو بچے پیدا کر کے ہی مر جاتی ہیں ان کا کہیں ذکر نہیں ہوتا۔ میرے ایک دوست جن کے چھ بچے ہیں نے بتایا کہ دوسرے بچے کی پیدائش کے بعد لیڈی ڈاکٹر نے میری بیوی کو تیسرا بچہ پیدا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ ایسی غلطی کی تو مر جاؤ گی۔ جب تیسرے بچے کا حمل ٹھہر گیا تو میری پریشان بیوی اس کے پاس گئی، لیڈی ڈاکٹر نے مجھے بلوایا، بڑی لعن طعن کی اور بڑے اعتماد سے کہا کہ زچہ نہیں بنے پائے گی مگر نہ صرف تیسرا بچہ بخیر و عافیت ہوا بلکہ مزید تین بچے بھی پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری بیوی بھی تندرست ہے۔ مزید یہ کہ زچگی کے باعث جو اموات ہو رہی ہیں ان کی اصل ذمہ دار حکومتیں ہیں جو ٹیکس لینے کے باوجود طبی سہولتیں فراہم نہیں کرتیں۔

زیادہ بچے تو خواتین کی زندگی کے لیے اتنے خطرناک نہیں جتنی مانع حمل دوائیں ہیں۔ اپنی بیوی کے ذریعے مجھے جو معلومات ملی ہیں مانع حمل ادویات استعمال کرنے والی خواتین کی

اکثریت پیچیدہ بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ کھاریاں کی ماہر امراض نسوان ڈاکٹر رضوانہ جبین نے اپنی ایک رپورٹ میں فیملی پلاننگ کی شکار خواتین کے انتہائی دلخراش واقعات تحریر کیے ہیں۔

کراچی کے ڈاکٹر انوار الحق کی رپورٹ کے مطابق ان ادویات سے انجماد خون کے خطرناک مسائل مثلاً Thrombosis and Embolism وغیرہ کے علاوہ رحم مادر کی تھیلیوں کا درم اور کیسز کی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ یہ ادویات جگر کے بعض لیومرز کے پھٹنے اور خون بہنے کا باعث بھی بن رہی ہیں۔ فیملی پلاننگ ادویات سے مرنے والوں کا چونکہ ہسپتال ریکارڈ نہیں رکھتے بلکہ اسے عام بیماری کی اموات ہی ظاہر کرتے ہیں اس لیے یہ بتانا مشکل ہے کہ سالانہ کتنے ہزار خواتین فیملی پلاننگ کی ادویات سے مر رہی ہیں اور کتنی کیسز کا شکار ہو رہی ہیں۔ بد قسمتی سے پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن بھی اس صلیبی سازش کی شریک کار بن چکی ہے۔

اگرچہ فیملی پلاننگ کا ہمارا پروگرام انسانی زندگی کی ترقی و خوشحالی اور بہبود آبادی کے نام پر ہو رہا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ صلیبی دنیا کا انسانی فلاح و بہبود سے کوئی سروکار نہیں۔

1994ء میں قاہرہ کانفرنس میں شریک ہونے والے ایک مندوب نے بتایا کہ "ہم نے زیادہ تر اسقاطِ حمل پر گفتگو کی، جب آلودگی اور ترقی یافتہ ممالک کی ذمہ داریوں کی بات چلی تو چیرمین نے کہا کہ جلدی کریں۔۔۔۔۔۔ اسی طرح تعلیم، پرائمری ہیلتھ کیئر، پانی، سیوریج وغیرہ کے لیے ان کے پاس رقوم نہیں ہیں۔ کینیا کی ڈاکٹر مارگریٹ اگولا بچوں کے امراض کی ماہر ہے۔ اس نے کہا کہ "بیمار بچوں کے لیے مفت دوائی، سرجن، حتیٰ کہ معمولی گولی کا بھی نہیں ملتی مگر فیملی پلاننگ کلینک سے ہر چیز مفت ملتی ہے۔" نوں کو یہ حقیقت اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ ترقی و خوشحالی کا راز مختصر فیملی میں نہیں بلکہ محنت، دیانت، اور

دیانت و ارقیات کے انتخاب میں ہے۔ دیانت و ارقیات دستیاب وسائل کے استعمال کی بہتر منصوبہ بندی کرنے کے ساتھ ساتھ نئے وسائل کی تلاش کی جدوجہد بھی کرے گی۔



اگر پاکستان کی آبادی جاپان کے تناسب سے بڑھ رہی ہوتی؟

[illegible]

بینک والے کالے اور گورے جن نکل آئے۔ ریٹائر ہونے والے کرپٹ بیوروکریٹ بھی دانشوروں کے بہرہ دہ میں سامنے آ گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ فیملی پلاننگ کی جو بنیاد جھوٹ پر کھڑی کی گئی تھی اسے معاشرے سے حقیقت تسلیم کرا لیا گیا۔ آج کسی بھی دانشور، مولوی، وکیل، عام شہری سے بات کریں تو وہ کہتا ہے کہ ہمارے سارے مسائل زیادہ آبادی کی وجہ سے ہیں۔ کوئی نہیں سوچتا کہ اگر ہماری پسماندگی کی اصل وجہ ہمارے حکمرانوں اور بیوروکریسی کی نااہلیت، بددیانتی، کرپشن، عیاشیاں اور ظلم و ناانصافی ہے۔ جس ملک میں وزیروں اور مشیروں کی فوج ظفر موج ہو، وزیروں اور مشیروں کے ایک ایک دفتر کی آرائش پر کروڑوں خرچ آئیں، وزیراعظم ہاؤس کی تعمیر پر اربوں، تو کیا وہ ملک ترقی کر سکتا ہے۔

جس ملک کی وزیراعظم بچہ پیدا کرنے کا خرچہ بھی قومی خزانے سے وصول کرے، وزیراعلیٰ بیٹے کی شادی سرکاری اخراجات سے کرے، وزیراعظم نوے نوے افراد کو عمرہ پر لے جائیں، سیاسی کارکنان کو سرکاری خرچے پر حج کرائے جائیں، مشیر 62 ہزار کا ایک دانٹ لگوائے، بیرونی دوروں پر سوسو سے بھی زیادہ افراد کے دفنہ جائیں، وزیراعظم اور دیگر وزراء کے پاس لکڑی گاڑیوں کے بڑے بڑے بیڑے ہوں، جس ملک کا صدر شکار پر کروڑوں روپے قومی خزانے سے اڑا دے اور وزیراعظم کا ایک دن پندرہ ہزار میں پڑے، اس ملک میں ترقی و خوشحالی کیسے آسکتی ہے۔

جس ملک کا وزیراعظم کسی کو سالگرہ پر ایک لاکھ اور کسی چچہ دانشور کے بیٹے کو اس کی شادی پر اڑھائی اڑھائی لاکھ کے تحفے دے وہاں ناخواندگی کیسے ختم ہو سکتی ہے۔

جس ملک میں زکوٰۃ و عشر کے دس ارب کا زیادہ حصہ مستحقین کے بجائے کروڑ پتیوں کے علاج اور مولویوں کے خریدنے پر خرچ ہو جائے وہاں سے فاقے اور خودکشیاں کیسے ختم ہو سکتی ہیں

جس ملک کے جاگیردار، سرمایہ دار اور حکمرانوں کے ساتھی ٹیکس چور ہوں وہاں جاپان کی رفتار سے کیسے ترقی ہو سکتی ہے۔

جس ملک میں دس بارہ ہزار تنخواہ لینے والے کو 75 ہزار اور پانچ پانچ لاکھ پر ملازم رکھا جائے وہاں ترقی کے خواب کیسے دیکھے جاسکتے ہیں۔

جس ملک میں قدم قدم پر رشوت و کرپشن ہو، عدلیہ کے کمرے اس سے پاک ہوں نہ ہسپتالوں کے وہاں خوشی کیسے داخل ہو سکتی ہے۔

جس ملک میں اقراء سرچارج کا بجٹ بھی عیاشیوں میں اڑا دیا جائے وہاں خواندگی کیسے بڑھے گی

فیملی پلاننگ والوں سے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ملک جاپان سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ترقی کرنا بشرطیکہ :

- 1۔ پاکستان کے حکمران اور بیوروکریٹ اس کو نہ لومٹے۔
- 2۔ پاکستان کے حکمران، بیوروکریٹ، سرمایہ دار اس ملک سے 120 ارب ڈالر بیرون ملک نہ لے جاتے۔
- 3۔ اگر حکمران اور بیوروکریٹ مل کر کرپشن کو فروغ نہ دیتے۔
- 4۔ اگر جاگیردار اور سرمایہ دار صحیح طریقہ سے ٹیکس دیتے۔
- 5۔ اگر کرپٹ بیوروکریسی اور سیاستدانوں کو روز اول سے سزائیں ملنا شروع ہو جاتی۔
- 6۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے غداروں کی اولاد سے جاگیریں چھین لی جاتیں۔
- 7۔ اگر دستیاب وسائل کو صحیح طریقے سے خرچ کیے جانے والے اربوں روپے کے سرمایہ کو نئے وسائل پیدا کرنے پر لگایا جاتا۔

8۔ اگر حرام و حلال کی تمیز کو قائم رکھا جاتا اور حرام خوروں کو معاشرے میں باعزت مقام نہ دیا

جاتا

ہم فیملی پلاننگ والوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر ترقی و خوشحالی کا راز کم آبادی میں ہے تو پھر جاپان میں 1863 افراد فی مربع میل میں رہ رہے ہیں جبکہ پاکستان میں صرف 435 افراد فی مربع میل ہیں اور ہانگ کانگ میں 14883۔ پاکستان کی آبادی رقبہ کے لحاظ سے جاپان سے تقریباً نصف اور ہانگ کانگ سے 34 گنا کم ہے، اس کے باوجود ہانگ کانگ اور جاپان کیوں خوشحال ہیں؟

پاکستان میں بلوچستان وسیع رقبہ رکھتا ہے، آبادی بہت کم ہے اس کے باوجود وہاں خواندگی کی شرح سب سے کم اور غربت سب سے زیادہ ہے۔

فیملی پلاننگ والے یہ بھی بتائیں کہ اگر پاکستان کی آبادی اس رفتار سے نہ بڑھتی تو کیا پاکستان اتنی بڑھی فوج رکھ سکتا، کیا ایک ارب والی آبادی والا بھارت پاکستان کو اب تک آزاد چھوڑتا، کیا پاکستان افغانستان میں سویت یونین کا مقابلہ کر پاتا

رشین فیڈریشن (روس) کی آبادی میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا اس کے باوجود وہاں پاکستان سے بھی زیادہ غربت کیوں ہے؟

فیملی پلاننگ والوں نے دیہاتی علاقوں میں ہر ہزار آبادی پر ایک خاتون بھرتی کی ہوئی ہے جو خاندان کو مختصر رکھنے کے لیے وعظ و تبلیغ کرتی ہے اور مانع حمل سامان مفت تقسیم کرتی ہے۔ اگر یہ خاتون تعلیم دینے کے لیے رکھی جاتی تو کیا ہر گاؤں میں خواندگی کی شرح سو فیصد نہ ہو جاتی۔

فیملی پلاننگ والوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی آخرت کی فکر کریں، بچائی کو چھوٹے پرائیگیڈے میں نہ چھپائیں، حکمرانوں کی کرپشن پر پردہ نہ ڈالیں، جہنم کی آگ میں ہمیشہ

ہمیشہ کے لیے جلنے والے صلیبی گوروں کی اتھنٹی چھوڑ دیں، توبہ کریں اور لوگوں کو صحیح حقائق بتائیں اور رزق کے لیے اللہ پر بھروسہ رکھیں۔

صلیبیوں کا اپنی "آبادی بڑھاؤ" پالیسی پر عمل

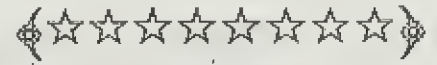
صلیبیوں کی دوسروں کے لیے یہ نصیحت ہے کہ "آبادی گھٹاؤ، خوشحالی بڑھاؤ۔ بڑا گھرانہ، بڑا جنجال۔ چھوٹا گھرانہ، تندرست و توانا" مگر خود اپنی آبادی بڑھانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ پاپ جان پال دوم نے اپنے دورہ بھارت کے دوران میں 7 نومبر 1999ء کو نہرو سٹیڈیم میں 50 ہزار عیسائیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دو اپنی آبادی کم کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ آبادی میں اضافہ کرتے رہیں، بھوک اور غربت کی وجہ سے اسقاطِ حمل اور دوسرے مصنوعی طریقوں سے افزائشِ نسل روکنا درست نہیں۔ انہوں نے فیملی پلاننگ کو موت کا کلچر قرار دیا۔ اٹلی سے خبر آئی ہے کہ واسٹوگر اور ویٹائی قصبے کے میئر نے نو جوان گھمنواروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ شادی کریں یا پھر کنوارے بننے کے لیے تیار ہو جائیں کیونکہ قصبے میں بچوں کی کمی کے باعث کئی سکول بند ہو گئے ہیں۔

یورپ کا اہم ملک فرانس بھی طویل عرصے سے آبادی بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ فرانس کی قیادت کا کہنا ہے کہ منصوبہ بندی سے یورپ کی آبادی غائب ہوتی جا رہی ہے اور یہ عمل اجتماعی خودکشی کے مترادف ہے۔ آبادی بڑھانے کے لیے فرانس نے بے شمار مراعات کا اعلان کر رکھا ہے مثلاً حکومت 800 ڈالر ماہانہ میٹرنٹی الاؤنس دیتی ہے تاکہ بچے پیدا کرنے والی عورتوں کی حوصلہ افزائی ہو۔ اس کے علاوہ جو خواتین تیسرے یا چوتھے بچے کو جنم دیتی ہیں انہیں تین برس تک معقول ماہانہ الاؤنس ملتا ہے۔

جرمنی کی حکومت نئے نو۔لیے جوڑوں کو مکان کی تعمیر کے لیے بلا سود قرضے فراہم کرتی ہے اور

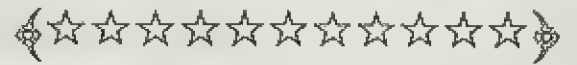
ہر نئے بچے کی پیدائش پر قرض کا ایک حصہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے دیگر کئی پروگراموں کے ذریعے لوگوں کو آبادی بڑھانے کے لیے آمادہ کیا جا رہا ہے۔

یہ صورت حال صرف فرانس، جرمنی اور اٹلی تک محدود نہیں، یورپ کے دیگر ممالک میں بھی "آبادی بڑھاؤ" پالیسی پر عمل ہو رہا ہے۔ ان ممالک میں فیملی پلاننگ کی مصنوعات صرف "محفوظ بدکاری" کے لیے استعمال ہوتی ہیں تاکہ کنواری لڑکیاں حمل اور مرد خطرناک جنسی بیماریوں سے بچ سکیں۔



مسلمانوں کی نسل کشی کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے؟

یہ اہل باطل کا آج کا طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ پہلے کا طریقہ ہے۔ نمرود اور فرعون نے خواب دیکھنے پر اور نجومیوں کی خبر دینے پر اپنی جھوٹی خدائی بچانے کے لیے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو روکنے کے لیے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں معصوم جانوں کا قتل کیا لیکن خواب جھوٹا ہو سکتا تھا اور نجومیوں کی خبریں بھی غلط ہو سکتی ہیں۔ لیکن قرآن پاک کی کسی بھی خبر میں شک نہیں کیا جاسکتا اور یہی قرآن پاک خبر دے رہا ہے۔



ایک دلچسپ مذاکرہ

روزنامہ جنگ نے اکتوبر 1999ء میں آبادی کے عالمی دن کے موقع پر جنگ فورم میں ایک مذاکرے کا اہتمام کیا جس میں منظور عثمانی، ڈائریکٹر فیملی پلاننگ، بہبود آبادی پنجاب، شریا جبین چیف آپریٹنگ آفیسر فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان۔ یاسمین زیدی ایڈوائزر یونائیٹڈ نیشنز فیملی پلاننگ ڈاکٹر فحی شمیم ماڈل کلینک اور ڈاکٹر ثمنہ زیب گنگرام ہسپتال لاہور نے شرکت کی۔ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب اور ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب اس میں مدعو تھے۔ مجھے وہاں اس بات پر زور دیا جا رہا تھا کہ جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے تو اسے فوراً ہسپتال پہنچایا جاتا ہے، اس وقت ہمارے علماء دین یہ فتویٰ نہیں دیتے چونکہ بیماری خدا کی طرف سے آئی ہے اس کو اس طرح رہنے دو ورنہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی مخالفت لازم آئے گی۔ ایسے ہی عورت کی بھی ایک بیماری ہے اس نے علاج کر دیا تو علماء اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ اس موقع پر ڈاکٹر اشرف جلالی نے جواباً کہا کہ تمہاری یہ بات درست نہیں ہے بیماری کے علاج کا تو شرعاً حکم ہے لیکن عورت میں بچہ پیدا کرنے کا وصف اسے بیماری کہنا عورت سے انصاف نہیں ہے یہ تو عورت کا ایک وصف فضیلت ہے اور شان ہے، اس کو بیماری نہیں کہا جاسکتا۔ لہذا اس کو بیماری پر قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ اس پر شور اٹھا کیا عورت کوئی بچہ پیدا کرنے والی مشین ہے۔ ڈاکٹر اشرف جلالی نے کہا مشین نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق جن مقاصد کے لیے کی ان میں سے ایک مقصد اس سے بچوں کی تولید ہے۔ مشین اپنی چاہت سے کچھ نہیں کر سکتی، لیکن بچے کی ماں بننا اس عورت کی چاہت ہے۔ جب ایک کی ماں بننے سے مشین نہیں کہلائے گی تو تین یا زیادہ کی ماں بنے پھر بھی مشین نہیں کہلائے گی۔

ڈاکٹر صاحب اس بات پر مبصر تھے کہ عورت کا زیادہ بچے جنم دینے والی ہونا اس کا عیب نہیں، اس کی شان ہے تو میں نے بطور دلیل یہ حدیث پیش کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

تَزَوُّجُ الْوَلُوْدِ الْوَلُوْدُ فَاَيُّ مُكَائِرٍ بِكُمْ الْاَنْبِيَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(جامع الاحادیث ۸۵/۴ - کنز العمال: ۴۳۵۹۸)

"زیادہ بچے جنم دینے والی محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ قیامت کے دن میں تمہاری وجہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے کثرت ظاہر کروں گا۔"

جب ڈاکٹر صاحب نے یہ کہا تو منظور عثمانی صاحب ڈائریکٹر فیملی پلاننگ پنجاب کہنے لگے۔ کیا عورت کے سر پر سینگ ہوں گے جو زیادہ بچے دینے والی ہوگی اس کی کیا علامت ہوگی اور کیسے پتہ چلے گا۔

مغرب زدہ افراد کو بولتے ہوئے پتہ نہیں چلا کہ کس کے فرمان کے مقابلے میں بات کر رہے ہیں۔ میں نے فرمان رسول ﷺ پیش کیا تھا لیکن وہ اس پر سخت پابو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا لود عورت کی علامت ہے قرآن سے پتہ چلے گا اس کی والدہ اس کی بہن وغیرہ کے احوال سے پتہ چلے گا کہ اس میں یہ وصف کیسا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

تَخَيَّرُوا النَّطْفُكُم فَاِنَّ النِّسَاءَ يَلِدْنَ اَشْبَاهَ اِخْوَانِهِنَّ وَ اَخَوَاتِهِنَّ۔

(جامع الاحادیث ۷۲/۴)

"اپنے نطفوں کے لیے اچھی عورتیں پسند کرو کیونکہ عورتیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی مشابہت رکھنے والی اولاد جنم دیتی ہیں۔"

پھر ان ماہرین منصوبہ بندی نے یہ سوال اٹھایا کہ جیسے آدمی کے بدن پر پھوڑا بنتا ہے تو اپنے بدن ہی کے حصے کو وہ کٹوا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمدقت تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی ایک خاتون بار بار تولید کے عمل سے گزر کر تھک گئی ہے اب آرام چاہتی ہے اس واسطے

اپریشن کر دالتی ہے۔

ڈاکٹر جلالی نے کہا یہ قیاس بھی درست نہیں ہے یہ تو ایسے ہی ہے جیسا کہ ایک بوڑھا آدمی کہے کہ میں کام کر کے تھک گیا ہوں اب مجھ سے کام نہیں ہوتا میرا ہاتھ کاٹ دیا جائے، حالانکہ یہ جائز نہیں ہے۔

حقوق انسانی کیا ہے؟

حقوق انسانی حقیقت میں اسلام کی ضد ہے اس کے کارکن دن رات اسلام کی اقدار کو بخر ورج کرنے میں مصروف ہیں یہ لوگ اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں حقوق انسانی کا علمبردار سب سے پہلے شیطان تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی بیوی کو جنت میں رکھا۔ ارشاد باری

وَيَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ

ترجمہ: اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو کھاؤ اور چھو مگر اس درخت کے قریب بھی نہ جانا۔ (سورۃ اعراف ۱۹)

قرآن پاک نے اس واقعہ کو کئی ایک جگہ پر بیان فرمایا ہے۔

شیطان کہنے لگا تمہارے پروردگار نے جو اس درخت سے تمہیں روک دیا ہے یہ صرف اس لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم فرشتے بن جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والے بن جاؤ ان کے سامنے قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے لگا کہ میں خیر خواہ ہوں۔

بہر کیف شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کہ رب تعالیٰ نے تم کو اس لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں تمہیں ہمیشہ کی زندگی نہ مل جائے یا تم فرشتے نہ بن جاؤ مقصد یہ کہ تم اگر یہ درخت کھاؤ گے تو ہمیشہ زندہ رہو گے تم پہ موت نہ آئے گی۔ آج کل

منصوبہ بندی والے اور حقوق انسانی والے بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر تم بچے بند کر اؤ گے تو صحت بھی اچھی رہے گی گھر بھی خوشحال رہے گا زیادہ زور و عورت پر دیتے ہیں پھر وہ اپنے جھوٹ میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں دراصل بات یہ ہے کہ شیطان نے بھی جھوٹ بولا تھا اور یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں شیطان نے بھی عورت (حوا علیہا السلام) کو گمراہ کیا تھا یہ بھی پہلے عورت کو گمراہ کرتے ہیں حضرت حوا علیہا السلام جنت سے بھی نکال دی گئیں اور ساتھ طرح طرح کی پریشانیوں میں بھی مبتلا ہوئی اور ساتھ حضرت آدم علیہ السلام بھی پریشان ہوئے اب ہم تھوڑا سا واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کا پیش کرتے ہیں تاکہ مسلمان ایسی ہمدردی کرنے والوں سے دور رہیں اور عبرت حاصل کریں خاص کر ایماندار عورتیں کیونکہ عورت کی وجہ سے مرد بھی پریشانی میں دوچار ہوتا ہے۔ شیطان نے بھی حضرت حوا علیہا السلام کو گمراہ کیا۔

شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے

تفسیر ابن کثیر میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں شیطان اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بہکانے کے واسطے بھیجتا ہے سب سے زیادہ مرتبہ والا اس کے نزدیک وہ ہے جو فتنے میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہو یہ جب واپس آتے ہیں تو اپنے بدترین کاموں کا ذکر کرتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کو اس طرح گمراہ کر دیا کوئی کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے یہ گناہ کروایا شیطان ان سے کہتا ہے کچھ نہیں یہ تو معمولی کام ہے یہاں تک کہ ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کے اور اس کی بیوی کے درمیان جھگڑا ڈال دیا۔ یہاں تک کہ جدائی ہو گئی۔ شیطان اسے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو نے بڑا کام کیا اسے اپنے پاس بٹھا لیتا ہے اور اس کا مرتبہ بڑھا دیتا ہے۔

اس جواب کی تھوڑی سی وضاحت

آج وزارت بہبود کی مثال اس بندر یہ جیسی ہے جو بحری جہاز پر سوار ہوتے ہوئے جہاز کو پکڑ کر جھنجھوڑ رہی تھی کہ میرے وزن سے کہیں جہاز ڈوب نہ جائے وہ جہاز جو ہزاروں ٹن وزن اٹھائے پھر رہا ہے وہ پانچ کلو کی بندر یا سے کیسے ڈوب سکتا ہے اگر وہ قادر نہ ڈوبائے تو۔

تاریخی پس منظر اور حالات حاضرہ

مثال کے طور پر اگر ہم سپین کی تباہی کے اسباب آج بھی غور کریں اس میں سب سے بڑا سبب یہی تھا کہ وہاں مسلمان اقلیت میں تھے مسلمانوں نے وہاں بڑی محنت سے ہر شعبہ میں ترقی کی لیکن تھے اقلیت میں تو ان عیسائیوں نے حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیا آج تک مسلمانوں نے وہاں سر نہ اٹھایا اس لیے کہ ان کی وہاں آبادی کم ہے۔ آج اگر امریکہ بڑی طاقت ہے تو کیا دوسرے ملکوں میں جدید اسلحہ نہیں ہے ایٹمی قوت دوسرے ملکوں کے پاس نہیں ہے بلکہ ضرور ہے۔

لیکن اس کی بڑی طاقت ہونے کا سبب یہی ہے کہ ان کے ساتھ افرادی قوت زیادہ ہے۔ ہم اپنی مثال دیکھ لیں کہ پاکستان، بھارت اور چین ایک دوسرے کے پڑوسی ملک ہیں اور تینوں کے پاس ایٹمی قوت بھی ہے جو کہ تمام دنیا جانتی ہے۔

لیکن بھارت ہر دوسرے ماہ اپنی فوج پاکستان کے بارڈر پر لاکھڑی کر دیتا ہے کہ میں پاکستان کے ساتھ جنگ کر رہا ہوں،

لیکن ایسی حرکت وہ چین کے ساتھ نہیں کرتا کیوں نہیں کرتا؟ وہ اس لیے کہ چین آبادی کے لحاظ سے بھارت سے زیادہ ہے حملہ تو کیا وہ اس سے خوف زدہ رہتا ہے۔

پاکستان کے ساتھ وہ اس طرح کی حرکتیں اس لیے کرتا ہے کہ پاکستان آبادی کے لحاظ سے

بھارت سے کم ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت کے بعد سب سے بڑی طاقت
افراد کی طاقت ہے۔

۱۹۳۰ء، ۱۹۴۷ء میں پاکستان میں مسلمانوں کی زیادہ آبادی اللہ کی نعمت تھی اب زیادہ آبادی
کیوں نحوست ہے؟ :

نہیں نہیں بلکہ جس طرح ۱۹۳۰ء، ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کی زیادہ آبادی اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی
اور بہت بڑی نعمت تھی وہ آج بھی نعمت ہے جو اس نعمت کو نحوست اور بوجھ سمجھتے ہیں حقیقت
میں وہ خود نحوست اور ان کی سوچ نحوست ہے وہ ملک اور قوم کو بربادی کی طرف دھکیل رہے
ہیں کیونکہ جس زیادہ آبادی کی برکت سے ہمیں آزادی جیسی نعمت ملی آج اگر وہ لوگ اس
آبادی کو ملک پر ناقابل برداشت بوجھ کہتے ہیں کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ ہمارے آباء اجداد
وغیرہ ہندوؤں اور سکھوں کے مقروض تھے اگر آبادی کی کمی سے ہمیں آزادی نہ ملتی تو آج ہم
ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ کے زرخیز غلام ہوتے۔

جس زیادہ آبادی کی برکت سے ہمیں ملک پاکستان اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اگر آج کوئی حکمران
زیادہ آبادی کو بوجھ کہے وہ کفران نعمت نہیں تو اور کیا ہے۔

جو لوگ لوگ اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیں ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے
الَّذِينَ يَدُلُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَخْلَوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْاَبْوَابِ ۚ وَ جَهَنَّمَ
يَصْلَوْنَهَا ۚ وَ يَبْسُ الْقُرْاٰ (ابراہیم ۲۸)

ترجمہ: (کنز الایمان) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل
دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا انا راہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری
ٹھہرنے کی جگہ۔

علم دین پیل شر

فَلْيُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَرَأَىٰ عِزَّهُ فِي الْعَالَمِينَ

میں نے

معمری

حافظ ۱۶۱


جکی قائم یعنی موٹے حروف میں

قرآن پاک اور پارک سٹ

خبرداران و خبریگان



أبو عبد الله محمد بن علي


علی فاروق پبلشرز
 ماحر سٹریٹ ۷، لوہر مال روڈ، اردو بازار، لاہور۔ پاکستان
 فون: 7234930, 7234917، موبل: 0300-4043954